أحكام تجويد القرآن

الجزء الأول

إعداد الأستاذة

كريمة كارول سربنسكي

مترجمین:

استاذہ تحسین افتخار واستاذہ ربیعہ شاد

ح كريمة سربنسكي؛ ١٤٣٢هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

سربنسكي ، كريمة

أحكام تجويد القرآن الكريم./ كريمة سربنسكي.- جدة، ١٤٣٢هـ.

٩٦ ص، ٢١×٢٩,٧ سم

ردمك : ٩ - ٦٦٨٨ - ٠٠ - ٦٠٣ - ٩٧٨

(الكتاب باللغة الأردية)

١ - القرآن - القراءات والتجويد أ . العنوان

ديوي ٢٢٨,٩ ١٤٣٢/٥٥٥

رقم الإيداع : ٥٥٥/ ١٤٣٢

ردمك : ٩ - ٦٦٨٨ - ٠٠ - ٦٠٣ - ٩٧٨

الطبعة الأولى

١٤٣٢هـ - ٢٠١١م

بسم الله الرحمن الرحيم

فوزیہ علاوی الحامد

فہرستِ مضامین

بسم الله الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله، اما بعد ،

اللہ کے فضل وکرم سے اس وقت کتاب "أحكام تجويد القرآن" کے حصہ دوم کا اردو ترجمہ آپکے ہاتھوں میں ہے۔اور اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ آگے حصہ سوم کی تکمیل میں بھی مدد فرمائے تاکہ تین اجزاء پر مشتمل یہ سلسلہ مکمل ہو جائے (آمین) اس کتاب میں قرآن کی تلاوت کے لئے تجوید کے جو قوانین بیان کئے گئے ہیں وہ حفص عن عاصم کے طریقہ الشاطبیہ کے مطابق ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے حصہ اول کا مقدمہ پڑھا جا سکتا ہے۔

حصہ اول کے ترجمہ میں استاذہ ربیعہ شاد میرے ساتھ تھیں لیکن اس دفعہ یہ ذمہ داری میرے کندھوں پر تھی اور اکیلے اسکو پورا کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔لیکن الحمدللہ اللہ تعالی کی مدد ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ صرف اس کی مدد ہی ہے کہ حصہ دوم کا ترجمہ تمام تر مراحل سے گزر کر اس وقت آپ کے سامنے ہے۔

استاذہ محترمہ ربیعہ شاد کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اس کتاب پر نظر ثانی سے لیکر اس کی typing اور اسے کتاب کی شکل دینے تک کے تمام امور انتہائی خوش اسلوبی سے ادا کئے۔

ان تمام لوگوں کے لئے بھی دعا گو ہوں جنہوں نے حصہ اول پڑھ کر اپنی رائے کا اظہار کیا اور میری حوصلہ افزائی کی اور میرے لئے دعائیں کیں۔

میں اپنے شوہر اور بچوں کی بھی بہت شکر گزار ہوں کہ جنہیں اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے میرے لئے بہت معاون ومددگار بنایا۔کسی کام میں گھر والوں کا تعاون بے انتہا اہمیت کا حامل ہے۔اللہ تعالی انہیں دنیا اور آخرت کی بھلائیاں نصیب کرے اور اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل کرلے (آمین)

آخر میں اس کتاب کی مؤلفہ اور اپنی عظیم استاذہ محترمہ کریمہ سربنسکی کے لئے بھی دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی انہیں صحت کاملہ اور دونوں جہان کی بھلائیاں عطا فرمائے ،اور انکی ہر نیکی کو قبول کر کے اسکا بہترین اجر دے (آمین)

اللہ تعالی اس کتاب کو شرف قبولیت بخشے اور ہمارے لئے صدقہ جاریہ بنا دے (آمین)۔اے اللہ ہماری نیتوں کو ہمیشہ خالص رکھنا اور ہم ہمیشہ سچائی اور لگن کے ساتھ تیری بابرکت کتاب کا علم سیکھتے اور سکھاتے رہیں۔(آمین)

﴿ هَٰذَا مِن فَضۡلِ رَبِّي لِيَبۡلُوَنِيٓ ءَأَشۡكُرُ أَمۡ أَكۡفُرُۖ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشۡكُرُ لِنَفۡسِهِۦۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيّٞ كَرِيمٞ ﴾[1]

'یہ فضل ہے میرے رب کا۔یہ اس لئے ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو درحقیقت وہ شکر کرتا ہے اپنے ہی فائدے کے لئے۔اور جو کوئی کفر کرتا ہے تو میرا رب بے نیاز اور بہت کریم ہے۔'

[1] سورة النمل آية ٤٠

پہلا باب

النَّبر فِي تِلاوة الْقُرآن الْكَرِيم

قرآن کریم کی تلاوت میں آواز کا اتار چڑھاؤ

النَّبر   آواز کا اتار چڑھاؤ

تَعْرِيفُهُ فِي علم الأصوات الحديث: هُوَ الضَّغْطُ عَلَى مَقْطَعٍ أَوْ حَرْفٍ مُعَيَّن مِن حُرُوفِ الْكَلِمَةِ بِحَيثُ يَكُونُ صَوتُهُ أَعْلَى بِقَلِيلٍ مِمَّا جاوَرَه مِنَ الْحُرُوف.

آوازوں کے جدید مطالعہ کے مطابق نبر کی تعریف:

لفظ کے مخصوص حرف، یا حصّے پر زور دینا تا کہ اس حرف کی آواز اپنے اردگرد کے حروف سے تھوڑی سی اونچی ہو جائے۔

ہر مقامی زبان کا ایک اپنا انداز اور لہجہ ہوتا ہے۔مختلف زبانوں میں آواز کے اتار چڑھاؤ کی نوعیت بھی مختلف ہوتی ہے۔قرآن کریم میں احکام القراءات کے اعتبار سے نبر سے متعلق جو صورتیں مشاہدے میں آئی ہیں وہ پانچ ہیں (واللہ اعلم) اور ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قراءت میں نبر کی پہلی حالت:

الوقف على الْحَرْفِ الْمُشَدّد: تشدید والے حرف پر وقف

مثالیں: ﴿مُسْتَمِرٌّ﴾[1] ﴿الْحَيُّ﴾[2] ﴿مُسْتَقِرٌّ﴾[3]

اوپر دی گئی تمام مثالوں کے آخری حرف پر تشدید ہے۔ہم جانتے ہیں کہ کسی حرف پر تشدید کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ یہ حرف ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ پہلا حرف يَخرُجُ بِالتَّصادُم بَينَ طَرَفَي عُضوِ النُّطق جبکہ دوسرا حرف يَخْرُجُ بِالتَّباعُدُ بَيـنَ طَرَفَي عُضوِ النُّطق ۔حرف مشدد میں، پہلا تصادم، اور دوسرا تباعد سے، اس وقت ادا ہوتا ہے جب قاری اپنی قراءات کو جاری رکھتا ہے اور اس لفظ پر وقف نہیں کرتا۔جب اس لفظ پر وقف کیا جاتا ہے تو آخری حرف کو ساکن کر دیا جاتا ہے۔یعنی يَخْرُجُ بِالتَّصادُم بَينَ طَرَفَي عُضوِ النُّطق۔ اس صورت میں ایک حرف ادا ہوتا ہے اور دوسرا ادا نہیں ہوتا۔اس لئے قرآن کے ماہر قراء ایسے لفظ کے آخری حرف پر نبر کی ضرورت سے آگاہ کرتے ہیں۔نہ صرف آخری حرف بلکہ اس سے پہلے حرف پر بھی تا کہ سننے والا جان سکے کہ یہ ایک حرف اصل میں دو ہیں۔کیونکہ وقف کرتے وقت حرکت ختم کی جاتی ہے حرف کو ختم نہیں کیا جاتا۔اور یہ نبر ان دو حروف کی موجودگی کو واضح کرتا ہے۔

---

[1] سورة القمر آية٢، [2] سورة البقرة آية٢٥٥، [3] سورة القمر آية٣

وقف کی حالت میں نبر کی استثناءات:

نون اور میم جب دونوں مشدد ہوں۔(تشدید کے ساتھ)

یہ دونوں حروف جب تشدید کے ساتھ ہوں تو انکے غنہ کی مقدار مکمل ترین ہوتی ہے۔یعنی غنہ کو جو وقت دیا جاتا ہے وہ طویل ترین ہوتا ہے اور یہ مقدار چونکہ وصل اور وقف میں ایک جتنی ہی ہوتی ہے اس لئے سننے والے کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ نون یا میم مشدد یعنی دو ہیں۔اکمل غنہ کی وجہ سے یہاں نبر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔واللہ اعلم بالصواب۔

مثلاً لفظ ﴿وَلَٰكِنَّ﴾[1] کی نسبت ﴿لَٰكِن﴾[2] پر وقف مختلف ہوتا ہے۔اور لفظ ﴿كَانَ﴾[3] پر وقف لفظ ﴿جَانٍّ﴾[4] کی نسبت، مختلف ہوتا ہے۔اسی طرح لفظ ﴿مُقِيمَ﴾[5] میں میم پر وقف، لفظ ﴿ثَمَّ﴾[6] کے میم سے مختلف ہوتا ہے۔

ایک اور استثناء(واللہ اعلم):الوقفُ عَلَى حرْفِ القَلقلة المُشَدَّد:

ایسا لفظ جسکا آخری حرف، قطب جد میں سے ہو اور اس پر تشدید ہو، تو وقف کی صورت میں اس پر نبر کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ دونوں حروف ادا ہو جاتے ہیں۔وضاحت کے لئے ذیل مثالیں دی جارہی ہیں۔

﴿اَلحَقُّ﴾[7]　　﴿وَتَبَّ﴾[8]

لفظ ﴿اَلحَقُّ﴾ پر وقف کرتے ہوئے دونوں قاف ادا ہوتے ہیں۔پہلا ساکن قاف تصادم سے، اور دوسرا قاف تباعد سے قلقلہ کے ساتھ۔بالکل اسی طرح لفظ ﴿وَتَبَّ﴾ کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔اس میں بھی وقف کرتے وقت آخری حرف باء مشدد ہے جس میں پہلا باء ساکن ہے اور دوسرا قلقلہ کے ساتھ ادا ہوتا ہے۔ایسے میں نبر کی ضرورت نہیں رہتی سوائے اس حالت میں کہ جب حروف قطب جد پر تشدید ہو، اور اس سے پہلے، حرف مد ہو۔جیسے ﴿حَادَّ﴾[9] اور ﴿يُشَاقِّ﴾[10]۔

ان کی تفصیل کے لئے دیکھئے نبر کی تیسری حالت۔

---

[1] سورة البقرة آية ١٠٢، [2] سورة آل عمران آية ١٩٨، [3] سورة البقرة آية ٥٧، [4] سورة القصص آية ٣١،

[5] سورة ابراهيم آية ٤٠، [6] سورة البقرة آية ٢٨　　[7] سورة البقرة آية ٢٦　　[8] سورة المسد آية ١

[9] سورة المجادلة آية ٢٢　　[10] سورة الحشر آية ٤

قراءت میں نبر کی دوسری حالت:

1- عِندَ النُّطْقِ بِوَاو مُشَدَّدةٍ قَبْلَها مَضْمُوم أَو مَفْتُوح

جب ایسی واو کو ادا کیا جائے جس پر تشدید ہو، اور اس سے پہلے والے حرف پر ضمہ یا فتحہ ہو۔

مثلاً: ﴿ٱلْقُوَّةَ﴾[1] ﴿قَوَّامُونَ﴾[2]

2- عِندَ النُّطْقِ بِياء مُشَدَّدةٍ قَبْلَها مَكْسُور أَو مَفْتُوح

جب ایسی یاء کو ادا کیا جائے، جس پر تشدید ہو، اور اس سے پہلے والے حرف پر کسرہ یا فتحہ ہو۔

مثلاً: ﴿غَيًّا﴾[3] ﴿شَرْقِيَّةٍ﴾[4]

اوپر بیان کی گئی دونوں صورتوں میں نبر اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ غلط (یا ناقص) قراءت کے امکان کو ختم کیا جا سکے۔ مثال ﴿ٱلْقُوَّةَ﴾ اور ﴿شَرْقِيَّةٍ﴾ میں حرف واوَ اور حرف یاء مشددہ ہیں اور مشدد حرف میں پہلا حرف ساکن ہوتا ہے۔ اور ان مثالوں میں چونکہ 'وْ' سے پہلے ضمہ اور یاء سے پہلے کسرہ ہے لیکن، یہاں مد نہیں ہوگی، اور اس احتمال کو ختم کرنے کے لئے ہی ایسی واو اور یاء کو نبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ تاکہ سننے والے کے لئے یہ واضح ہو جائے کہ یہاں مد نہیں ہے۔ نبر اس حرف کا وقت مختصر کر دیتا ہے جس سے اس کو لمبا کرنے کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔ بالکل ایسا ہی اس واو اور یاء کے لئے بھی کہا جا سکتا ہے جس پر تشدید ہو اور اس سے پہلے حرف پر فتحہ ہو جیسے ﴿قَوَّامُونَ﴾ اور ﴿سَيَّارَةٌ﴾۔ ایسی صورت میں قاری سے اس بات کا خدشہ ہوتا ہے کہ وہ پڑھتے وقت ان کو لینیہ حروف کی مقدار جیسا لمبا نہ کرے۔ اس لئے یہاں بھی نبر کی ضرورت ہوتی ہے۔

---

[1] سورة البقرة آية ١٦٥، [2] سورة النساء آية ٣٤، [3] سورة مريم آية ٥٩، [4] سورة النور آية ٣٥

قراءت میں نبر کی تیسری حالت:

هُوَ عِندَ الانتِقَالِ مِنْ حَرْفِ مَدٍّ إِلى الْحَرْفِ الأَوَّلِ مِن الْمُشَدَّد

جب (قاری) حرف مد سے مشدد حرف کے پہلے حرف کی طرف منتقل ہو رہا ہوتا ہے۔

حرف ساکن بِالتَّصَادُم بَينَ طَرَفَي عُضوِ النُّطق (دو اجزاء کے ٹکراؤ) سے ادا ہوتا ہے۔اور پڑھنے والے کا منہ اسوقت مد کی مقدار کو پورا کرنے میں مصروف ہوتا ہے۔حرف مد سے حرف ساکن کی طرف منتقل ہوتے وقت (حرف مد کے بعد آنے والا حرف ساکن) نبر ضروری ہے۔یہ ہمیں حرف ساکن کو تَصَادُم بَينَ طَرَفَي عُضوِ النُّطق سے ادا کرنے پر مائل کرتا ہے اور اس سے حرف ساکن کی موجودگی بالکل واضح ہو جاتی ہے۔اگر تصادم کمزور ہو تو وہ حرف، کمزور آواز، کے ساتھ ادا ہوتا ہے اتنے کمزور درجے پر کہ شاید سنائی بھی نہ دے۔ یہ غلطی کچھ لوگوں سے اسوقت سننے میں آتی ہے جب وہ لفظ ﴿ٱلضَّآلِّينَ﴾[1] پڑھتے ہیں اور اس میں دو لام (پہلا ساکن دوسرا متحرک) کی بجائے صرف ایک لام کسرہ کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔یہ غلطی نبر، نہ کرنے، کی وجہ سے ہوتی ہے۔

قران کریم کی تلاوت میں نبر کی چوتھی حالت:

عِندَ الْوَقفُ عَلَى هَمْزَةٍ مُتطَرِّفَةٍ بَعدَ حَرْفِ مَدٍّ أَو لِين

ایسے لفظ پر وقف کرنا، جسکا آخری حرف، ہمزہ ہو،اور اس ہمزہ سے پہلے،حرف مد یا حرف لین ہو۔

یہاں نبر کی وجہ یہ ہے کہ پڑھنے والا مد کی مقدار پوری کرنے میں مشغول ہونے کے باعث ہمزہ کو ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔یاد رہے کہ اگر لفظ کا آخری حرف ہمزہ ہو اور اس پر فتحہ تنوین ہو تو وقف کی صورت میں اسے ساکن نہیں کیا جاتا بلکہ مد عوض کے ساتھ وقف کیا جاتا ہے جس میں فتحہ تنوین الف مد یہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔تب نبر نہیں ہوتا۔

مثالیں: ﴿ٱلسَّمَآءِ﴾[2]　﴿قُرُوٓءٍ﴾[3]　﴿شَىْءٍ﴾[4]

﴿ٱلنَّسِىٓءُ﴾[5]　﴿ٱلسَّوْءِ﴾[6]

---

[1] سورة الفاتحة آية ٧، [2] سورة البقرة آية ١٩، [3] سورة البقرة آية ٢٢٨، [4] سورة البقرة آية ٢٠،

[5] سورة التوبة آية ٣٧، [6] سورة التوبة آية ٩٨

قران کریم کی تلاوت میں نبر کی پانچویں حالت:

یہ صورت تین مختلف الفاظ کا احاطہ کرتی ہے جو قرآن میں تین خاص جگہوں پر واقع ہیں۔ جب یہ مخصوص الفاظ اپنے سے بعد میں آنے والے لفظ کے ساتھ ملا کر پڑھے جاتے ہیں تو نبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تینوں الفاظ فعل ماضی کے ہیں اور تثنیہ کے لئے ہیں۔ (مراد دو اشخاص)۔ لفظ کے آخر میں آنے والا الف اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہاں دو اشخاص کا ذکر ہو رہا ہے۔ ان مقامات پر نبر کی ضرورت ہے تاکہ معنی واضح رہیں۔ یہاں نبر فعل میں موجود الف تثنیہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو عربی قاعدہ (امتناع التقاء الساكنين) کے تحت ختم ہو جاتا ہے۔ عربی قاعدہ کے مطابق دو ساکن حروف کو ملا کر نہیں پڑھا جاتا۔ نبر کے بغیر، سننے والا یہ سوچ سکتا ہے کہ یہاں دو افراد کے بجائے ایک فرد کی بات ہو رہی ہے۔ اس صورت میں نبر صرف اسوقت ہوتا ہے جب یہ الفاظ ملا کر پڑھے جاتے ہیں۔ وقف کرتے وقت چونکہ اس الف کو ادا کیا جاتا ہے اس لئے نبر کا جواز ختم ہو جاتا ہے۔

مثالیں: ﴿ذَاقَا ٱلشَّجَرَةَ﴾[1]

﴿وَٱسْتَبَقَا ٱلْبَابَ﴾[2]

﴿وَقَالَا ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ﴾[3]

---

[1] سورة الأعراف آية ٢٢، [2] سورة يوسف آية ٢٥، [3] سورة النمل آية ١٥

دوسرا باب

صِفَاتُ الْحُرُوف

حروف کی صفات

صِفَاتُ الْحُرُوف　حروف کی صفات

صفات کی پہچان اور ان سے واقفیت کے فوائد:

1- صفات ایک ہی مخرج سے نکلنے والے حروف کو ایک دوسرے سے فرق کرتی ہیں۔ جیسے 'الذال' اور 'الظاء' اور 'الصاد' اور 'السّین' وغیرہ۔

صفات سے حروف میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔

صفات کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ کون سے حروف قوی ہیں اور کون سے کمزور۔

اگر قرآن کا طالب علم کسی مخصوص حرف کو اس کی صحیح صفات کے بغیر ادا کرتا ہے تو نتیجہ میں پیدا ہونے والی آواز یا تو غلط ہوتی ہے یا اس حرف کی اصل آواز سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ حروف کو اگر ان کی صحیح صفات سے ادا کیا جائے تو وہ بالکل واضح ہو جاتے ہیں۔ گویا یہ حروف کو واضح کرتی ہیں اور ساکن حروف کے معیّنہ اوقات سکھاتی ہیں جو اچھی قراءت کا ایک انتہائی اہم پہلو ہے۔ ان کا مطالعہ اور ادا کرنا تجوید میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ دراصل حروف کو ان کی صفات کے ساتھ ادا کرنے سے ایک اچھے اور اوسط درجے کے قاری میں فرق کیا جا سکتا ہے۔

تَعْرِيفُهُ فِي اللُّغَة: هِيَ مَا قَامَ بِالشَّيْءِ مِنَ الْمَعَانِي.

لغت میں صفت کی تعریف: وہ چیز جو وضاحت کا باعث بنتی ہے۔ یہ وضاحت خواہ حسی ہو یعنی اس کا تعلق حواس خمسہ سے ہو جیسے کالا اور سفید۔ یا یہ پوشیدہ یا معنوی ہو، جیسے علم و ادب۔

تَعْرِيفُهُ فِي الاِصْطِلَاح: هِيَ الْكَيْفِيَّةُ الْعَارِضَةُ لِلْحَرْفِ عِنْدَ حُصُولِهِ فِي الْمَخْرَجِ وَالَّتِي تُمَيِّزُهُ عَنْ غَيْرِهِ

علمِ تجوید کی اصطلاح میں تعریف: یہ حرف کے اظہار کا طریقہ ہے، جب وہ اپنے مخرج سے ادا ہوتا ہے، اور جو اسے دوسرے حروف سے فرق کرتی ہے۔

حروف کی صفات کی دو اقسام ہیں:

1- **الصِّفَاتُ الأَصْلِيَّة بنیادی یا لازمی صفات:**

یہ وہ صفات ہیں جو حرف کا اصل یا لازمی حصہ ہوتی ہیں اور یہ کبھی بھی اس حرف سے جدا نہیں ہوتیں بلکہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہیں۔ اس باب میں یہی صفات بیان کی جا رہی ہیں۔

2- الصِّفَاتُ الْعَرْضِيَّة عارضی صفات:

یہ وہ صفات ہوتی ہیں جو حرف کا مستقل یا لازمی حصہ نہیں ہوتیں بلکہ یہ بعض اوقات حرف کے ساتھ ہوتی ہیں اور بعض اوقات نہیں ہوتیں۔ مثال کے طور پر ادغام، اظہار، تفخیم اور ترقیق وغیرہ۔ ان صفات کو اس کتاب کے دوسرے ابواب میں بیان کیا گیا ہے (حصہ اول میں بھی ان کا بیان ہے) جبکہ اس باب میں انکا ذکر نہیں کیا گیا۔

الصِّفَاتُ الأَصْلِيَّة صفات جو اپنا متضاد رکھتی ہیں

وہ صفات جو اپنا متضاد رکھتی ہیں وہ تعداد میں آٹھ ہیں۔ اور چونکہ ان میں سے ہر صفت اپنا متضاد یا مخالف رکھتی ہے اس لئے یہ جوڑوں (pairs) کی شکل میں ہیں۔ یعنی یہ آٹھ صفات چار جوڑوں (4 pairs) پر مشتمل ہیں۔ ہر ایک pair میں ایک صفت دوسری صفت کی ضد ہے یا اس کے الٹ ہے۔ ہر جوڑے میں سے ایک صفت ہر حرف میں ضرور پائی جاتی ہے، گویا ہر حرف اپنے اندر کم از کم چار صفات رکھتا ہے۔

ثَمَانِ صِفَاتٍ ذَوَاتُ الأَضْدَاد آٹھ صفات جو اپنی متضاد رکھتی ہیں

صفت		اس کی ضد
الْهَمْس		الْجَهر
الشِّدَّة	التَّوَسُّط (الْبينِيَّة)	الرِّخَاوَة
الاسْتِعْلاء		الاسْتِفَال
الإِطْبَاق		الانفِتَاح

سَبعَ صِفَاتٍ لا أَضْدَادَ لَهَا سات صفات جنکی کوئی متضاد نہیں

1- الصَّفِير
2- اللِّين
3- الانْحِراف
4- التِّكْرَار
5- التَّفَشِّي
6- الاسْتِطَالَة
7- الْغُنَّة

الصِّفَات التي لَهَا الأَضْدَاد　　صفات جو اپنی متضاد رکھتی ہیں

الْهَمْس	الْجَهر
في اللغة: الخفاء لغت میں: پوشیدگی	في اللغة: الإعلان لغت میں: نمایاں، ظاہر
في الاصطلاح: جَرِيَانُ النَّفَسِ عِندَ النُّطْقِ بِالْحَرْفِ لِضَعْفِهِ النَّاشِئَةِ عَنْ ضَعْفِ الاعْتِمَادِ عَلَيهِ فِي مَخْرِجِهِ. اصطلاح میں: حرف کو ادا کرتے وقت مخرج پر کمزور اعتماد (انحصار) ہونے کی وجہ سے سانس کا جاری رہنا۔	في الاصطلاح: انْحِبَاسُ جَرِيَانِ النَّفَسِ عِندَ النُّطْقِ بِالْحَرْفِ لِقُوَّتِهِ النَّاشِئَةِ عَنْ قُوَّةِ الاعْتِمَادِ عَلَيهِ فِي الْمَخْرَجِ. اصطلاح میں: حرف کو ادا کرتے وقت اس حرف کے قوی ہونے کی وجہ سے سانس کے بہاؤ کو روکنا اور ایسا اس کے مخرج پر بھرپور انحصار کی وجہ سے ہوتا ہے۔
حروفها (اس کے حروف): فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ	اس کے حروف: بقیہ تمام حروف

شیخ ابن الجزري حروف کی صفات کے بارے میں فرماتے ہیں:

صِفَاتُهَا جَهْرٌ وَرِخْوٌ مُسْتَفِلْ　　مُنْفَتِحٌ مُصْمَتَةٌ وَالضِّدَّ قُلْ

مَهْمُوسُهَا: فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ..

حروف کی صفات، جہر، رخاوہ، استفال انفتاح، اور اصمات ہیں۔ اور (ان پانچوں صفات کی) متضاد بھی بیان کرو۔ ھمس کے حروف کا مجموعہ فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَت ہے۔

الشِّدة	التَّوَسُّط (الْبَينِيَّة)	الرِّخَاوَة
في اللغة: الْقُوَّة لغت میں تعریف: قوت	في اللغة: الاعْتِدَال لغت میں تعریف: اعتدال	في اللغة: الْلِين لغت میں تعریف: نرمی
في الاصطلاح: انْحِبَاسُ جَرَيَانِ الصَّوت عِندَ النُّطْقِ بِالْحَرْفِ لِكَمَالِ الاعْتِمَادِ عَلَى الْمَخْرَج. اصطلاح میں تعریف: مخرج پر مکمل انحصار کی وجہ سے حرف کو ادا کرتے وقت آواز کو جاری رہنے سے روکنا۔	في الاصطلاح: كَوْنَ الْحَرْفِ بَينَ الصِّفَتَينِ أَيْ بَينَ صِفَةِ الشِّدَّةِ وَصِفَةِ الرِّخَاوَةِ بِحَيثُ يَنْحَبِسُ بَعْضُ الصَّوتِ وَيَجْرِي بَعْضُهُ عِندَ النُّطْقِ بِهِ. اصطلاح میں تعریف: اس حرف کی بناوٹ دو صفات کے درمیان ہے اور وہ صفات شدہ اور رخاوہ ہیں۔یعنی حرف کو ادا کرتے وقت آواز نہ تو مکمل طور پر رک جاتی ہے اور نہ ہی جاری رہتی ہے۔	في الاصطلاح: جَرَيَانِ الصَّوت مَعَ الْحَرْفِ لِضَعْفِ الاعْتِمَادِ عَلَى الْمَخْرَج. اصطلاح میں تعریف: مخرج پر کمزور انحصار کی وجہ سے آواز کا حرف کے ساتھ جاری رہنا۔
حروف الشِّدَّة: (شدّۃ کے حروف) أَجِدْ قَطٍ بَكَتْ	حروف التَّوسط: (توسط کے حروف) لِنْ عُمَرْ	رخاوہ کے حروف: بقیہ تمام حروف

شیخ ابن الجزري نے ان صفات کے بارے میں بیان فرمایا ہے:

> شَدِيدُهَا لَفْظُ : أَجِدْ قَطٍ بَكَتْ ....
>
> وَبَيْنَ رِخْوٍ وَالشَّدِيدِ : لِنْ عُمَرْ ....
>
> شدّۃ کے حروف کا مجموعہ أَجِدْ قَطٍ بَكَتْ ہے۔ اور رخاوہ اور شدّۃ کے درمیان (توسط) لِنْ عُمَرْ ہے۔

الشِّدۃ، والتَّوَسُّط اور الرِّخَاوَۃ کی صفات کے فوائد

28 حروف ایسے ہیں جو متحرک ہو سکتے ہیں۔الف اس تعداد میں شامل نہیں ہے۔کیونکہ الف کبھی بھی متحرک نہیں ہوتا بلکہ یہ ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔تمام حروف کے درمیان حرکات کا وقت برابر ہوتا ہے خواہ وہ حرف اپنے اندر شدّہ کی صفت رکھتا ہو یا توسط یا رخاوہ کی۔متحرک ہونے کی صورت میں کوئی بھی حرف دوسرے حرف سے لمبا نہیں ہوتا۔تمام حرکات یکساں ہوتی ہیں۔لفظ ﴿ضَرَبَ﴾[1] کو مثال بنا کر اس نقطے کو مزید سمجھا جا سکتا ہے۔

اس لفظ کے ہر حرف پر حرکت ہے اور یہ حرکت فتحہ کی ہے۔اس لفظ کا پہلا حرف 'ضادْ' ہے جو اپنے اندر رخاوہ کی صفت رکھتا ہے۔دوسرا حرف 'را' ہے جو کہ حروف توسط میں سے ایک ہے۔یعنی اس میں توسط کی صفت ہے۔اور تیسرا اور آخری حرف 'باء' ہے جس میں شدّہ کی صفت ہے تاہم جب یہ لفظ صحیح طرح پڑھا جاتا ہے تو اس کے تینوں حروف ضاد، راء اور باء کو برابر (ایک جیسا) وقت دیا جاتا ہے۔کوئی متحرک حرف وقت کے لحاظ سے دوسرے حرف سے لمبا نہیں ہوتا۔عربی حروف تہجی جب ساکن ہوتے ہیں تو صورت حال مختلف ہوتی ہے۔ساکن حروف کے وقت میں فرق ہوتا ہے اور اس کا انحصار انکی صفت پر ہوتا ہے۔آیا ان میں شدّہ کی صفت ہے یا توسط یا رخاوہ کی۔ساکن حروف میں وقت کے لحاظ سے سب سے کم مقدار حروف شدّہ کی ہے (جو کہ أَجِدْ قَطٍ بَكَتْ) ہیں۔

حروف توسط (لِنْ عُمَرْ) کے وقت کی مقدار حروف شدّہ سے زیادہ ہوتی ہے اور صفت رخاوہ کے گروپ سے تعلق رکھنے والے حروف کے وقت کی مقدار حروف توسط کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔

<u>خلاصہ:</u> جب حروف ساکن ہوں تو ان کو دیا جانے والا وقت ان کی صفات کے مطابق ہوتا ہے۔یعنی شِدّہ، توسط اور رخاوہ کے گروپ میں آنے والے حروف جب ساکن ہوتے ہیں تو ان کو دیا جانے والا وقت ان کی صفات کے مطابق ہوتا ہے۔رخاوہ کے تمام حروف کا وقت ایک دوسرے کے برابر ہوتا ہے۔یعنی 'س' کو دیا جانے والا وقت 'ح' اور 'ھ' کے برابر ہونا چاہیے اور اسی طرح باقی دوسرے حروف جو رخاوہ گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔اسی طرح توسط کے حروف وقت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے برابر ہوتے ہیں۔مثلاً ل ساکن کو جو وقت دیا جاتا ہے اتنا ہی وقت را ساکن کو بھی دیا جانا چاہیے۔

---

[1] سورة إبرَاهيم آية ٢٤

ایک گروپ سے تعلق رکھنے والے تمام حروف کے درمیان برابری کا اصول امام الجزری نے اپنی نظم مَنظُومَةُ الْمُقَدِّمَةُ فِيمَا يَجِبُ عَلَى قَارِئِ الْقُرْآنِ أَن يَعْلَمَه میں دیا ہے جس میں انہوں نے کہا:

.... وَاللَّفْظُ فِي نَظِيرِهِ كَمِثْلِهِ

اور ہر لفظ اپنی مثال میں اپنے ہی جیسے کی مانند ہوتا ہے۔

اگر ہم سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت کو دیکھیں تو ہم اسکا مزید تجزیہ کر سکتے ہیں۔

﴿بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝١﴾

اس آیت کے پہلے لفظ بِسْمِ کا پہلا حرف متحرک ہے پس اسے دوسری تمام حرکات جتنا ہی وقت دیا جاتا ہے جو کہ ایک حرکت کے برابر ہوتا ہے۔دوسرا حرف 'سین' جو کہ ساکن ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ حرف 'سین' اپنے اندر رخاوہ کی صفت رکھتا ہے۔اور جو حروف رخاوہ گروپ میں آتے ہیں وہ جب ساکن ہوں تو انہیں دوسرے ساکن حروف کی نسبت زیادہ وقت دیا جاتا ہے۔مگر ہمیں یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ رخاوہ والے تمام حروف جب ساکن ہوتے ہیں تو وہ لمبائی میں ایک دوسرے کے برابر ہوتے ہیں۔یعنی ان کو دیا جانے والا وقت ایک جتنا ہوتا ہے۔تیسرا حرف 'میم' جو کہ متحرک ہے اسے اسی قدر وقت دیا جاتا ہے جتنا دیگر تمام متحرک حروف کو دیا جاتا ہے۔اس کے بعد پڑھا جانے والا حرف 'لام' ساکن ہے ('لام' مشدّد ہے پہلا ساکن دوسرا متحرک) جو کہ توسط گروپ سے تعلق رکھتا ہے پس اسے پچھلے لفظ میں موجود حرف 'سین' کی نسبت قدر کم وقت دیا جاتا ہے۔اگلا حرف 'لام' متحرک ہے جس پر فتحہ ہے، اسے، دوسرے تمام متحرک حروف کے برابر ہی وقت دیا جاتا ہے (جتنا پہلے لفظ میں باء اور میم کو دیا گیا ہے)۔اس کے بعد 'الف' آتا ہے جو کہ ہمیشہ مد کی حالت میں ہوتا ہے اور اس کی لمبائی کی مقدار دو حرکات کے برابر ہوتی ہے۔اسکے بعد ایک 'ھاء' ہے جو کسرہ کے ساتھ ہے اس کو ایک حرکت کے برابر وقت دیا جاتا ہے بالکل اسی طرح جیسے دوسری تمام حرکات کو دیا جاتا ہے۔اگلا پڑھا جانے والا حرف 'راء' ساکن ہے جو کہ لفظ ٱلرَّحْمَٰنِ کی 'راء' مشدّد کا پہلا 'راء' ہے۔اور یہ توسط کے حروف میں سے ایک ہے۔پس اس کو درمیانہ وقت دیا جاتا ہے بالکل اتنا ہی جتنا لفظ اللہ میں لام ساکنہ کو دیا گیا۔اس کے بعد آنے والا حرف 'راء مشدّدہ کا دوسرا 'راء' ہے جس پر فتحہ ہے۔

اس کا وقت ایک حرکت کے برابر ہے۔ اس کے بعد 'حاءٗ' ساکن ہے اور یہ رخاوہ کے حروف میں سے ہے اور جیسا کہ پیچھے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس گروپ سے تعلق رکھنے والے حروف کو دیگر تمام ساکن حروف کی نسبت لمبا وقت دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے 'میم' کا وقت ایک حرکت ہے۔ 'میم' کے بعد موجود 'الف' کو دو حرکات دی جاتی ہیں۔ کسرہ کے ساتھ حرف 'نون' جو کہ 'الف' کے بعد ہے اور لفظ اَلرَّحْمٰن کا آخری حرف ہے اس کی مقدار ایک حرکت کے برابر ہے۔ اگلا پڑھا جانے والا حرف، لفظ اَلرَّحِیم میں موجود 'راءٗ' مشدّدہ کا پہلا 'راءٗ' ہے جو کہ ساکن ہے اور حروف توسط میں سے ہے تو اس کو درمیانہ وقت دیا جاتا ہے بالکل لفظ اللہ کے پہلا لام اور لفظ اَلرَّحْمٰن کے پہلے 'راءٗ' کی طرح۔ 'راءٗ' جو کہ فتحہ کے ساتھ ہے اسکی مقدار ایک حرکت کے برابر ہے۔ اس طرح حرف 'حاءٗ' جو کسرہ کے ساتھ ہے کی مقدار بھی ایک حرکت کے برابر ہے۔ اسکے بعد 'یاءٗ' مدیہ آتا ہے۔ اور جیسا کہ مدود کے سبق میں پہلے پڑھا جا چکا ہے کہ حرف مد کی اصلی مقدار ۲ حرکات ہیں اور یہ اپنی اسی مقدار پر قائم رہتی ہے جب تک کہ اس کے بعد ہمزہ، یا سکون نہ ہو۔ اس حالت میں ہم لفظ پر رکتے ہیں اور حرف میم کو عارضی طور پر ساکن کرتے ہیں اس طرح یہ مد عارض للسکون ہے اور اس کے مطابق 'یاءمدیہ' کی لمبائی کی مقدار ۲۔۴۔۶ حرکات ہوتی ہے۔ آخری حرف 'میم' پر چونکہ عارضی سکون کے تحت وقف کیا جاتا ہے لہذا اسے بھی درمیانہ وقت دیا جاتا ہے۔ توسط کے دیگر حروف ساکن کی طرح۔

<u>خلاصہ:</u> اوپر بیان کی گئی تفصیل کا نچوڑ یہ ہے کہ مقدار کے لحاظ سے تمام متحرک حروف ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ ان سب کو ایک حرکت کے برابر وقت دیا جاتا ہے۔ ساکن حروف کی لمبائی کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ اور اس کا انحصار ان کے گروپ پر ہوتا ہے کہ وہ کون سے گروپ سے تعلق رکھتے ہیں۔ رخاوہ کے گروپ سے تعلق رکھنے والے حروف کو سب سے زیادہ وقت دیا جاتا ہے۔ تاہم آپس میں ان حروف کا وقت یکساں ہوتا ہے۔ توسط کے گروپ سے تعلق رکھنے والے حروف کا وقت کم ہے لیکن آپس میں ان کا وقت بھی ایک دوسرے کے برابر ہی ہوتا ہے۔ تمام ساکن حروف میں سے سب سے کم وقت شدّہ کے گروپ میں آنے والے حروف کا ہے لیکن آپس میں بہر حال برابر ہی ہوتا ہے۔

الاسْتِعْلاء	الاسْتِفَال
في اللغة: الارْتِفَاع لغت میں: بلندی	في اللغة: الانْخِفَاض لغت میں: نیچے کرنا یا کمی کرنا
في الاصطلاح: اتِّجَاهُ ضَغْطِ الْحَرْفِ إلى الْحَنَكِ الأعْلى نَتِيجَةُ ارْتِفَاعِ أَقْصَى اللِّسَانِ عِنْدَ النُّطْقِ بِالْحَرْفِ الْمُسْتَعْلِي. اصطلاح میں: حرف کا دباؤ قطعی طور پر تالو کی طرف ہونا۔ کیونکہ حرف استعلاء کو ادا کرتے وقت زبان کا پچھلا حصہ اوپر کی طرف اٹھ جاتا ہے۔	في الاصطلاح: عَدَمُ انْضِغَاطِ الْحَرْفِ إلى الْحَنَكِ الأعْلى لِعَدَمِ ارْتِفَاعِ أَقْصَى اللِّسَانِ عِنْدَ النُّطْقِ بِالْحَرْفِ الْمُسْتَفِلْ اصطلاح میں: حرف کا دباؤ تالو کی طرف نہ ہونا۔ کیونکہ زبان کا پچھلا حصہ حرف المستفل کو ادا کرتے وقت اوپر کی طرف نہیں اٹھتا۔
حروفها (اس کے حروف): خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ	اس کے حروف: بقیہ تمام حروف

شیخ ابن الجزري نے ان صفات کے بارے میں بیان فرمایا ہے:

> وَسَبْعُ عُلْوٍ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ حَصَرْ ....
>
> استعلاء کے سات حروف خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ میں قید ہیں۔

الاطْبَاق	الانْفِتَاح
في اللغة: الالْتِصَاق لغت میں: وابستگی، چپکنا	في اللغة: الافْتِرَاق لغت میں: کھولنا، علیحدگی
في الاصطلاح: انْحِصَار الصَّوْتِ بِالْحَرْفِ الْمُطْبَقِ بَيْنَ اللِّسَانِ وَالْحَنَكِ الأَعْلَى. اصطلاح میں: اطباق کے حرف کی آواز کا انحصار، زبان اور تالو کے درمیان ہونا۔	في الاصطلاح: عَدَمُ انْحِصَار الصَّوْتِ بِالْحَرْفِ الْمُنْفَتِح بَيْنَ اللِّسَانِ وَالْحَنَكِ الأَعْلَى. اصطلاح میں: انفتاح کے حرف کی آواز کا، زبان اور تالو کے درمیان انحصار نہ ہونا۔
حروفها (اس کے حروف): ص، ض، ط، ظ	اس کے حروف: بقیہ تمام حروف

شیخ ابن الجزري کا ان صفات کے بارے میں بیان:

وَصَادُ ضَادٌ طَاءُ ظَاءٌ مُطْبَقَة ....

اور اطباق کے حروف ص، ض، ط، ظ ہیں۔

الصِّفَات التي لَا ضِدَّ لَهَا وہ صفات جنکی کوئی متضاد صفت نہیں ہے

الصَّفِير

في اللغة: هُوَ حِدَّةُ الصَّوْت

لغت میں: آواز کی شدت یا تیزی

في الاصطلاح: حِدَّةٌ فِي صَوْتِ الْحَرْفِ تَنْشَأُ عَنْ مُرُورِهِ فِي مَجْرًى ضَيِّق.

اصطلاح میں: تنگ راستے میں سے گزرتے ہوئے حرف میں پیدا ہونے والی تیز آواز ۔

صَفِيرُهَا : صَادٌ وَزَايٌ سِينُ ....

حروف صفیر 'صاد'، 'زا' اور 'سین' ہیں۔

اللِّين

في اللغة: السُّهُولَة

لغت میں: آسانی

في الاصطلاح: خُرُوجُ الْحَرْفِ مِنْ مَخْرَجِه بِسُهُولَةٍ مِنْ غَيرِ كَلْفَةٍ عَلَى اللِّسَان

اصطلاح میں: زبان سے کوئی کوشش کئے بغیر حرف کا اپنے مخرج سے آسانی سے نکلنا یا ادا ہونا۔

وَاوٌ وَيَاءٌ سُكِّنَا وَانْفَتَحَا قَبْلَهُمَا ....

حرف 'واؤ' اور 'یاء' جو خود ساکن ہوں اور اس سے پہلے والے حرف پر فتحہ ہو۔

الانْحِرَاف

في اللغة: المَيل

لغت میں: بہاؤ، رجحان، میلان۔

في الاصطلاح: مَيلُ صَوتِ الْحَرْفِ لِعَدَمِ كَمَالِ جَرَيَانِهِ بِسَبَبِ اعْتِرَاضِ اللِّسَان طَرِيقَهُ

اصطلاح میں: حرف کی آواز کے انحراف کے باعث آواز مکمل طور پر جاری نہیں رہتی اوراس کا سبب زبان کا، اپنے راستے یا مخرج کو بند کردینا ہے۔

حروفها: اللام والراء

اس کے حروف: لام اور راء

يَكُونُ انْحِرَاف صَوتِ اللَّامِ إِلَى جَانِبَي طَرَفِ اللِّسَانِ لاعْتِرَاضِ الطَّرَف طَرِيق اللام، أَمَّا الرَّاء فَبالْعَكْس : يَنْحَرِفُ الصَّوتِ بِهَا مِنْ جَانِبَي طَرَف اللِّسَانِ إِلَى وَسَطِهِ.

لام اور راء میں انحراف کا فرق:

لام کی آواز کا انحراف زبان کی نوک سے اسکے دونوں کناروں کی طرف ہے۔ جبکہ راء اس کے برعکس ہے۔ اسکی آواز (راء) کا انحراف زبان کی نوک کے دونوں کناروں سے اسکے (نوک کے) وسط کی طرف ہے۔

زبان کی نوک چونکہ لام کا مخرج بند کردیتی ہے لہذا آواز زبان کے کناروں کی طرف پھیل جاتی ہے۔

راء کے لئے زبان کی نوک اور اسکا اوپر والا حصہ، جب اپنے مخرج سے جڑتا ہے اور آواز کو نکلنے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کے لئے زبان کی نوک اور اسکے مقابل مخرج کے درمیان ہلکی سی گنجائش چھوڑی جاتی ہے یعنی ذرا سا فاصلہ رکھا جاتا ہے تاکہ آواز باہر نکل سکے۔ انحراف کی وجہ سے ہی یہ دونوں حروف اپنے اندر رخاوہ کی بجائے توسط کی صفت رکھتے ہیں۔

وَالانْحِرَافُ : صُحِّحَا ....

فِي الَّامِ وَالرَّا ....

اور انحراف کی صفت حرف 'لام' اور 'را' میں صحیح مانی گئی ہے

التِّكْرَار

في اللغة: إعَادَة الشَّي مَرَّة أو أَكْثَر

لغت میں: کسی چیز کو ایک یا ایک سے زائد مرتبہ دہرانا۔

في الاصطلاح: ارْتِعَادُ طَرَفِ اللِّسَانِ عِندَ النُّطْقِ بِالرَّاءِ ارْتِعَادًا خَفِيًّا نَتِيجَةً ضِيقَ مَخْرَجِهَا، وَلْيَحْذَرِ الْقَارِئُ مِنَ الْمُبَالِغَةِ فِي التِّكْرِيرِ الْمُؤَدِّي إِلَى ظُهُورِ أَكْثَرَ مِن رَاءٍ.

اصطلاح میں: راء کے تنگ مخرج کی وجہ سے اسکو ادا کرتے وقت زبان کی نوک سے آواز کی لرزش۔ کثرت تکرار سے حرف راء ایک سے زائد مرتبہ ادا ہو جاتا ہے، لہذا قاری کو اس صفت (تکرار) میں مبالغہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

> ....وبِتَكْرِيرٍ جُعِلْ ....
>
> اور تکرار کی صفت خاص بنادی گئی ہے۔ (راء کے لئے)

التَّفَشِّي

في اللغة: الانتِشَار

لغت میں: منتشر، پھیلا ہوا

في الاصطلاح: هُوَ انْتِشَارُ صَوْتُ الشِّينِ ابْتِدَاءً مِنْ مَخْرَجِهِ حَتَّى يَصْطَدِم بِالصَّفْحَةِ الدَّاخِلِيَّةِ للأَسْنَانِ الْعُلْيَا.

اصطلاح میں: شین کی آواز کا پھیلنا، جو کہ اسکے مخرج سے شروع ہوتا ہے، یہاں تک کہ یہ اوپر کے دانتوں کی اندرونی سطح سے جا ٹکراتا ہے۔

> ....وللتَفَشّي الشّينُ ....
>
> اور شین کی صفت تفشی ہے۔

الاسْتِطَالَة

فِي اللغة: الامْتِدَاد

لغت میں: لمبایا طویل کرنا

فِي الاصطلاح: هِيَ انْدِفَاعُ اللِّسَانِ إِلَى الأمَامِ بَعْدَ اصْطِدَامِهِ فِي الْمَخْرَجِ نَتِيجَةً لَضَغْطِ الصَّوْتِ عَلَيْهِ حَتَّى يُلامِس رَأْسُ اللِّسَانِ أُصُولَ الثَّنِيَّتَيْنِ الْعُلْوِيَّتَيْن

اصطلاح میں: زبان کا مخرج سے ٹکرانے کے بعد آگے کی طرف جانا۔ اور ایسا زبان پر آواز کے دباؤ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ زبان کی نوک سامنے کے اوپر والے دونوں دانتوں کی جڑوں کو ہلکا سا چھو جائے۔

نوٹ: زبان کی اس غیر ارادی حرکت کے ساتھ آواز آگے کی طرف نہیں جانی چاہیے۔ اگر آواز اس (زبان) کے ساتھ جاتی ہے تو نتیجہ میں ضاد کی آواز، دال کی طرح سنائی دے گی جو کہ غلط ہے۔ ضاد کی آواز کی طوالت اسکی رخاوہ کی صفت کی وجہ سے ہے اور اسکو اتنا ہی لمبا ہونا چاہیے جتنا کہ کوئی اور حرف، جو رخاوہ کی صفت رکھتا ہو۔

حرفه حرف واحد وهو: الضاد

اسکا حرف: اسکا صرف ایک ہی حرف ہے اور وہ ضاد ہے۔

ضَادًا اسْتَطِل.............................. ....

اور ضاد کی صفت استطالہ ہے۔

الغُنَّة

فِي اللغة: صَوْتٌ أَغَنٌّ يَخْرُجُ مِنَ الْخَيشُوم

لغت میں: ناک سے نکلنے والی غنہ کی آواز۔

یہ میم اور نون کی لازمی صفت ہے، اور اسے ان دونوں حروف سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

نون اور میم کے حروف متوسط ہونے کی وجہ: اگر نون اور میم کے مخرج، اور انکی صفت غنہ، کو الگ الگ دیکھا جائے تو ہم ان دونوں حروف کے متوسط ہونے کی وجہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ ناک کو بند کرنے کے نتیجے میں غنہ کی صفت قید ہو جاتی ہے۔ ناک بند کرنے کے بعد اگر میم یا نون کو ادا کرنے کی کوشش کی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ آواز قید ہو جاتی ہے (شدّہ) دوسری طرف اگر غنہ کو حرف کے مخرج کے بغیر ادا کیا جائے تو آواز جاری رہتی ہے (رخاوہ) جب ہم دونوں کو (غنہ اور مخرج) اکٹھا رکھتے ہیں تو اختتام توسط پر ہوتا ہے۔

تقسیم الصفات من حیث القوۃ و الصفات — قوت اور کمزوری کے لحاظ سے صفات کی تقسیم

نیچے بیان کی گئی صفات کو تین گروپس (groups) میں تقسیم کیا گیا ہے۔

الصّفات القویّة قوی صفات

الجهر، الشدة، الإطباق، الاستعلا، الصَّفير، القلقلة، الانحراف، التّكرير، التَّفشي، الاستطالة، الغنَّة

الصّفات المتوسطة درمیانی صفات

التَّوَسُّط (الْبَينِيّة)

الصّفات الضَّعِيفة کمزور صفات

الهمس، الرِّخَاوَة، الاستفال، الانفتاح، اللين

اوپر دی گئی صفات کی درجہ بندی کے بعد اب ہم حروف کو مزید ترتیب وار تقسیم کر سکتے ہیں مثلاً قوی حروف وہ ہیں جو اپنے اندر تمام تر قوی صفات رکھتے ہیں۔ اس کی ایک مثال الطاء (ط) ہے۔ کمزور حروف وہ ہیں جو اپنے اندر تمام کمزور صفات رکھتے ہیں۔ کمزور حروف کی مثال حرف الهاء (ھ) ہے۔ درمیانہ حروف وہ ہیں جو قوی اور کمزور صفات کا مرکب ہوں، یعنی ان میں دونوں صفات کی آمیزش ہو۔ اور اس کی مثال حرف اللام (ل) ہے۔

تیسرا باب

التَّفْخِیم وَالتَّرْقِیق

تفخیم اور ترقیق

تَعْرِيفُ التَّفْخِيم فِي اللُّغَة: هُوَ التَّسْمِين

لغت میں تفخیم کی تعریف: موٹا یا بھاری پن۔

تَعْرِيفُهُ فِي الإصْطِلاح: هُوَ سِمَنٌ يَدْخُلُ عَلَى جِسْمِ الْحَرْفِ فَيَمْتَلِئُ الْفَمُ بِصَدَاه

علم تجوید کی اصطلاح میں اسکی تعریف: یہ ایک بھاری پن ہے جو حرف کے جسم میں داخل ہوتا ہے تا کہ منہ اس کی گونج سے بھر جائے (یعنی حرف کو پر یا موٹا کر کے پڑھنا)۔

تفخیم کا طریقہ

زبان کے پچھلے حصے کو تالو کے نرم حصے کی طرف بلند کرنا، زبان اور تالو کے درمیان کافی جگہ رکھنا اور حرف کے دباؤ کے لئے تالو کو مرکز بنانا، یعنی حرف کا دباؤ تالو کی طرف رکھنا۔(اتِّجاهُ ضَغْط الصَّوتِ إِلَى الْحَنَكِ الأَعْلَى)

تَعْرِيفُ التَّرْقِيق فِي اللُّغَة: هُوَ التَّنْحِيف

لغت میں ترقیق کی تعریف: باریک یا ہلکا پن

تَعْرِيفُهُ فِي الإصْطِلاح: هُوَ نُحُول يَدْخُلُ عَلَى جِسْمِ الْحَرْفِ فَلا يَمْتَلِئُ الْفَمُ بِصَدَاه

علم تجوید کی اصطلاح میں تعریف: یہ ایک ہلکا پن ہے جو حرف کے جسم میں داخل ہوتا ہے اور اس سے منہ میں کسی قسم کی کوئی گونج پیدا نہیں ہوتی (یعنی حرف کو باریک پڑھا جاتا ہے)۔

عربی حروف تہجی، بلحاظ تفخیم وترقیق

<u>تفخیم اور ترقیق کے لحاظ سے عربی حروف تہجی کی تین اقسام ہیں:</u>

1- حُرُوف تُفَخَّم دَائِمًا : وہ حروف جو ہمیشہ موٹے (پُر) پڑھے جاتے ہیں۔
یہ سات حروف ہیں، جن کا مجموعہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ہے، اور یہ حروف التفخیم بھی کہلاتے ہیں۔

2- حُرُوف تُفَخَّم تَارَةً وَتُرَقَّقُ تَارَةً أُخْرَى وہ حروف جو کبھی موٹے اور کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں۔

ا) الألف المَدِّية

ب) اللام مِن لَفْظِ الجَلالَة

ج) الراء

3- حُرُوف تُرَقَّقُ دَائِمًا : وہ حروف جو ہمیشہ باریک پڑھے جاتے ہیں۔
باقی تمام حروف الاستفال

درج ذیل چارٹ اس بات کو مزید واضح کرتا ہے:

تفخیم اور ترقیق کے لحاظ سے عربی حروف تہجی کی تقسیم

وہ حروف جو ہمیشہ موٹے پڑھے جاتے ہیں۔ حروف الاستعلاء خ،ص،ض،غ،ط،ق،ظ	وہ حروف جو کسی وقت موٹے اور کسی وقت باریک پڑھے جاتے ہیں۔ (الف مدیہ، لام من لفظ الجلالہ، اور راء)	وہ حروف جو ہمیشہ باریک پڑھے جاتے ہیں باقی تمام حروف استفال

الْحُرُوف الَّتِي تُفَخَّم دَائِمًا (حروف التَّفْخِيم) وہ حروف جو ہمیشہ موٹے پڑھے جاتے ہیں۔

یہ استعلاء کے سات حروف ہیں جنکا مجموعہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ہے۔ان تمام حروف میں تفخیم کا معیار یکساں نہیں ہوتا بلکہ اس کا انحصار حروف کی صفات، اور پھر ان صفات کے قوی یا کمزور ہونے پر ہوتا ہے۔ جب بھی ایک حرف اپنے اندر قوی صفت رکھتا ہو، تو اس کی تفخیم بھی زیادہ، اور قوی ہوتی ہے۔لہذا حروف الاطباق جو کہ چار ہیں (ص، ض، ط، ظ) تفخیم میں بقیہ حروف الاستعلاء (ق، غ، خ) کی نسبت زیادہ قوی ہیں۔قوت کے لحاظ سے حروف الاستعلاء کی ترتیب میں قوی ترین 'الطاء' پھر 'الضاد' اسکے بعد 'الصاد' پھر 'الظاء' اور اسکے بعد 'القاف' پھر 'الغین' اور آخر میں 'الخاء' ہے۔

مَراتب التفخيم: تفخیم کے درجات

قراءت کے ائمہ میں تفخیم کے مراتب کے لحاظ سے دو آراء پائی جاتی ہیں، اور دونوں درست ہیں۔لیکن قاری کو چاہیے کہ وہ اپنی قراءت میں ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کرے۔

الف: تفخیم کے تین مراتب

اس رائے کے مطابق تفخیم کے تین درجات ہیں۔

1- جب حرف الاستعلاء پر فتحة ہو

مثالیں: ﴿خَفَّتْ﴾[1] ﴿صَبْرًا﴾[2]

2- جب حرف الاستعلاء پر ضمة ہو

مثالیں: ﴿ثَقُلَتْ﴾[3] ﴿قُمْتُمْ﴾[4]

3- جب حرف الاستعلاء پر كسرة ہو

مثالیں: ﴿صِرَاطَ﴾[5] ﴿فَسَيُنْغِضُونَ﴾[6]

جب حرف استعلاء ساکن ہو تو وہ تفخیم کے لئے اپنے سے پہلے والے حرف پر موجود حرکت کا تابع ہوتا ہے مثلاً ﴿ٱلنَّخْلَ﴾[7] میں تفخیم کا معیار اعلی ہوگا یعنی یہاں ساکن حرف کی تفخیم درجہ اول میں شمار ہوگی۔اسی طرح ساکن حرف سے پہلے کسرہ ہے تو یہ تفخیم کے نچلے درجے پر ہوگا جیسے ﴿يَلْتَقِطْهُ﴾[8]

---

[1] سورة الأعراف آية ٩، [2] سورة البقرة آية ٢٥٠، [3] سورة الأعراف آية ٨، [4] سورة المائدة آية ٦،
[5] سورة الفاتحة آية ٧، [6] سورة الإسراء آية ٥١، [7] سورة الأنعام آية ٩٩، [8] سورة يوسف آية ١٠

امام متولی نے تین مراتب تفخیم کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

ثُمَّ الْمُفَخَّمَاتُ عَنْهُمْ آتِيَةٌ عَلَى مَرَاتِبٍ ثَلَاثٍ وَهِيَهْ:

اور تفخیم کا بیان درج ذیل ہے، اس کے تین مراتب ہیں:

مَفْتُوحُهَا، مَضْمُومُهَا، مَكْسُورُهَا وَتَابِعٌ مَا قَبْلَهُ سَاكِنُهَا

فتحۃ پھر ضمۃ پھر کسرۃ ، اور ساکن اپنے سے پہلے والے حرف کی حرکت کے تابع ہے۔

فَمَا أَتَى مِنْ قَبْلِهِ مِنْ حَرَكَةْ فَافْرِضْهُ مُشْكَلًا بِتِلْكَ الْحَرَكَةْ

پس جو حرکت اس ساکن حرف سے پہلے آئے، تو اسی کو اس کی حرکت تصور کریں۔

ب : تفخیم کے پانچ مراتب

دوسری رائے میں حرف استعلاء کی تفخیم کے لیے پانچ مراتب ہیں:

1- جب حرف استعلاء پر فتحۃ ہو اور اسکے بعد الف ہو۔

مثالیں: ﴿صَٰلِحِينَ﴾[1] ﴿خَٰلِدِينَ﴾[2]

2- جب حرف استعلاء پر فتحۃ ہو اور اسکے بعد الف نہ ہو۔

مثالیں: ﴿خَفَّتْ﴾[3] ﴿صَبْرًا﴾[4]

3- جب حرف الاستعلاء پر ضمۃ ہو۔

مثالیں: ﴿ثَقُلَتْ﴾[5] ﴿قُمْتُمْ﴾[6]

4- جب حرف استعلاء ساکن ہو، قطع نظر اسکے، کہ اس سے پہلے والے حرف پر کون سی حرکت ہے۔

مثالیں: ﴿ٱلنَّخْلِ﴾[7] ﴿يَلْتَقِطْهُ﴾[8]

5- جب حرف الاستعلاء پر کسرۃ ہو۔

مثالیں: ﴿صِرَٰطَ﴾[9] ﴿فَسَيُنْغِضُونَ﴾[10]

---

[1] سورة يوسف آية ٩، [2] سورة الحشر آية ٧، [3] سورة الأعراف آية ٩، [4] سورة البقرة آية ٢٥٠،
[5] سورة الأعراف آية ٨، [6] سورة المائدة آية ٦، [7] سورة الأنعام آية ٩٩، [8] سورة يوسف آية ١٠
[9] سورة الفاتحة آية ٧، [10] سورة الإسراء آية ٥١

امام متولي نے پانچ مراتب تفخیم کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

وَقِيلَ : بَلْ مَفْتُوحُهَا مَعَ الأَلِفْ   وَبَعْدَهُ الْمَفْتُوحُ مِنْ دُونِ أَلِفْ

اور کہا گیا ہے 'فتحة الف کے ساتھ، اس کے بعد فتحة الف کے بغیر

مَضْمُومُهَا ، سَاكِنُهَا ، مَكْسُورُهَا   فَهٰذِهِ خَمْسٌ أَتَاكَ ذِكْرُهَا

ضمة، پھر ساکن، پھر کسرہ، پس یہ پانچ مراتب ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

فَهْيَ وَإِنْ تَكُنْ بِأَدْنَى مَنْزِلَهْ   فَخِيمَةٌ قَطْعًا مِنَ الْمُسْتَفِلَهْ

اگر استعلاء کا کوئی حرف سب سے نچلے درجہ پر ہو، تو اس کی بھی تفخیم ہے استفال سے بالکل الگ۔

فَلَا يُقَالُ : إِنَّهَا رَقِيقَهْ   كَضِدِّهَا ، تِلْكَ هِيَ الْحَقِيقَهْ

تو ہرگز نہ کہے کہ یہ حروف باریک ہیں، بلکہ حقیقت اسکے برعکس ہے۔

تفخیم کے درجات کے لحاظ سے اگر دونوں طریقوں کا موازنہ کریں تو دوسرا طریقہ پہلے سے تھوڑا سا مختلف ہے۔ مثلاً پہلے طریقے میں حرف تفخیم جب فتحة کے ساتھ ہو، تو وہ تفخیم کے پہلے مرتبے پر آتا ہے جبکہ دوسرے طریقے میں وہ تفخیم کے دوسرے درجے پر ہے۔ اس میں پہلے مرتبے پر حرف تفخیم پر فتحة اور پھر اسکے بعد الف ہوتا ہے۔ گویا دوسرے طریقے میں فتحة کے ساتھ تفخیم کے دو درجات ہیں ایک الف کے ساتھ اور ایک بغیر الف کے۔

دوسرا فرق ساکن حرف تفخیم کا ہے۔ دوسرے طریقے میں حرف تفخیم جب ساکن ہوتا ہے تو اسکا اپنا ایک الگ مرتبہ ہوتا ہے جبکہ پہلے طریقے میں حرف ساکن اپنے سے پہلے والے حرف کی حرکت کا تابع ہوتا ہے۔ گویا ان دونوں طریقوں میں ساکن حروف کی تفخیم کا فرق ہے۔ مثلاً اگر حرف تفخیم ساکن ہے اور اس سے پہلے فتحة ہے تو پہلے طریقے میں یہ حرف تفخیم کے اعلی مرتبہ پر آتا ہے کیونکہ اس طریقے میں حرف ساکن کی تفخیم کا معیار اپنے سے پہلے والے حرف کی حرکت پر منحصر ہوتا ہے۔ دوسرے طریقے میں ساکن حرف تفخیم ہمیشہ چوتھے نمبر پر رہتا ہے، اور اس پر اس سے پہلے والے حرف کی حرکت اثر انداز نہیں ہوتی۔

الحُرُوف التي تُرَقَّقُ تَارَةً وتُفَخَّم تَارَةً أُخْرَى

حروف جو بعض اوقات ہلکے (باریک) اور دوسرے اوقات میں بھاری (یعنی پُر یا موٹے) ہوتے ہیں۔

الألف:

تفخیم اور ترقیق کے لحاظ سے الف کی اپنی کوئی خاصیت بیان نہیں کی گئی ہے۔ یعنی اسے کسی ایک چیز کے ساتھ مرسوم نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ تفخیم یا ترقیق کے لئے اپنے سے پہلے والے حرف کا تابع ہوتا ہے۔ گویا اس کے باریک یا موٹے ہونے کا انحصار اس سے پہلے والے حرف پر ہوتا ہے۔ اگر اس سے پہلے تفخیم والا حرف ہو تو پھر اسے موٹا پڑھا جاتا ہے۔

مثالیں: ﴿طَالَ﴾[1] ﴿ظَالِمَة﴾[2] ﴿ٱلفُرْقَان﴾[3]

اگر اس سے پہلے ترقیق والا حرف ہو تو پھر اسے بھی ہلکا یا باریک پڑھا جاتا ہے۔

مثالیں: ﴿نَادَى﴾[4] ﴿لِسَان﴾[5]

الام من لفظ الجلالة: لفظ الجلالہ (اللہ) میں لام

اللہ تعالیٰ کے نام میں حرف 'لام' درج ذیل تین صورتوں میں موٹا پڑھا جاتا ہے۔

1- إذَا كَان مَا قَبْلَهَا مَفْتُوحًا اگر لفظ الجلالہ سے پہلے فتحة ہو۔

جیسے: ﴿أَنَّ ٱللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾[6] ﴿قَالَ ٱللَّهُ﴾[7]

2- إذَا كَان مَا قَبْلَهَا مَضْمُومًا اگر لفظ الجلالہ سے پہلے ضمة ہو۔

جیسے: ﴿وَكَلِمَةُ ٱللَّهِ﴾[8] ﴿رَسُولُ ٱللَّهِ﴾[9]

3- إذَا كَان مَا قَبْلَهَا سَاكِنًا مَسْبُوقًا بِفَتْح أَو ضَمّ اگر لفظ الجلالہ سے پہلے آنے والا حرف ساکن ہو، اور اس سے پہلے والے حرف پر فتحة یا ضمة ہو۔

جیسے: ﴿وَعَلَى ٱللَّهِ﴾[10] ﴿وَإِذْ قَالُواْ ٱللَّهُمَّ﴾[11]

---

1 سورة الأنبياء آية ٤٤، 2 سورة هود آية ١٠٢، 3 سورة الفرقان آية ١، 4 سورة هود آية ٤٢،
5 سورة المائدة آية ٧٨، 6 سورة البقرة آية ٢٤٤، 7 سورة ال عمران آية ٥٥، 8 سورة التوبة آية ٤٠
9 سورة النساء آية ١٧١، 10 سورة البقرة آية ٨٠ 11 سورة الأنفال آية ٣٢

لفظ الجلالہ میں حرف 'لام' درج ذیل صورتوں میں باریک پڑھا جاتا ہے:

1- إِذَا كَانَ مَا قَبْلَهَا مَكْسُورًا كَسْرًا أَصْلِيًّا أَوْ عَارِضًا، سَوَاء كَانَ متَّصِلا بِهَا أَم مُنْفَصِلا

اگر لفظ الجلالہ سے پہلے والا حرف اصلی کسرہ کے ساتھ ہو، یا عارضی کے ساتھ، اور یہ کسرہ والا حرف خواہ لفظ الجلالہ کے ساتھ جڑا ہوا ہو یا الگ ہو۔

مثالیں: ﴿لِلَّهِ﴾[1] (کسرہ والا حرف جڑا ہوا ہے۔) ﴿لِأَمْرِ ٱللَّهِ﴾[2] (اصلی کسرہ)

﴿قُلِ ٱللَّهُمَّ﴾[3] ﴿بَلِ ٱللَّهُ﴾[4] (عارضی کسرہ)

2- إِذَا كَانَ مَا قَبْلَهَا سَاكِنًا وَقَبْلَهُ كَسْر

اگر لفظ الجلالہ سے پہلے ساکن حرف ہو اور اس سے پہلے والا حرف کسرہ کے ساتھ ہو۔

جیسے: ﴿فَسَوْفَ يَأْتِى ٱللَّهُ﴾[5] ﴿غَيْرُ مُعْجِزِى ٱللَّهِ﴾[6]

---

[1] سورة الفاتحة آية ٢، [2] سورة التوبة آية ١٠٦، [3] سورة آل عمران آية ٢٦، [4] سورة آل عمران آية ١٥٠،

[5] سورة المائدة آية ٥٤، [6] سورة التوبة آية ٢

الراء

حرف راء بعض دفعہ موٹا پڑھا جاتا ہے، اور بعض دفعہ باریک۔ قرآن میں ایسے الفاظ بھی ہیں جن میں راء کو دونوں طرح (یعنی تفخیم یا ترقیق) سے پڑھنا جائز ہے۔

الراء کے احکامات

تفخیم	ترقیق	دونوں طریقے جائز ہیں
٨ حالات میں	٤ حالات میں	٢ حالات میں

درج ذیل صورتوں میں راء کو تفخیم کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

1- إِذَا كَانَتْ مَفْتُوحَة

جب اس پر فتحة ہو۔

مثالیں: ﴿رَمَضَان﴾ ١ ﴿رَحْمَةً﴾ ٢ ﴿دَرَجَاتٍ﴾ ٣ ﴿شُرَكَاءَ﴾ ٤ ﴿رَبِّي﴾ ٥

2- إِذَا كَانَتْ سَاكِنَة وَقَبْلَهَا مَفْتُوح

جب یہ ساکن ہو اور اس سے پہلے فتحة ہو۔

مثالیں: ﴿مَرْقَدِنَا﴾ ٦ ﴿قَرْيَة﴾ ٧ ﴿أَرْسَلْنَا﴾ ٨ ﴿صَبَرْنَا﴾ ٩ ﴿ٱلْأَرْضِ﴾ ١٠

3- إِذَا كَانَتْ سَاكِنَةً وَقَبْلَهَا سَاكِنٌ غَيرَ الْيَاء وَمَا قَبْلَهُ مَفْتُوح

اگر یہ ساکن ہو (یا اسے وقف کی صورت میں ساکن کیا جائے) اور اس سے پہلے والا حرف بھی ساکن ہو (یا کے علاوہ کوئی بھی حرف) اور اس سے پہلے والے حرف پر فتحة ہو۔

مثالیں: ﴿وَٱلْعَصْرِ﴾ ١١ ﴿وَٱلْوَتْرِ﴾ ١٢ ﴿شَهْرٍ﴾ ١٣ ﴿ٱلْقَدْرِ﴾ ١٤ ﴿وَٱلْفَجْرِ﴾ ١٥

١ سورة البقرة آية ١٨٥، ٢ سورة آل عمران آية ٨، ٣ سورة البقرة آية ٢٥٣، ٤ سورة الأنعام آية ١٠٠، ٥ سورة آل عمران آية ١٥١، ٦ سورة يس آية ٥٢، ٧ سورة الأعراف آية ٤، ٨ سورة الأعراف آية ٥٩، ٩ سورة ابراهيم آية ٢١، ١٠ سورة البقرة آية ١١، ١١ سورة العصر آية ١، ١٢ سورة الفجر آية ٣، ١٣ سورة القدر آية ٣، ١٤ سورة القدر آية ١، ١٥ سورة الفجر آية ١

4- إِذَا كَانَتْ مَضْمُومَة

جب اس پر ضمة ہو۔

مثالیں: ﴿أَمْرُ ٱللَّهِ﴾[1] ﴿كَفَرُواْ﴾[2] ﴿نُورُهُمْ﴾[3] ﴿ٱذْكُرُواْ﴾[4] ﴿أَجْرُهُمْ﴾[5]

5- إِذَا كَانَتْ سَاكِنَةً وَقَبْلَهَا مَضْمُوم

جب یہ ساکن ہو اور اس سے پہلے ضمة ہو۔

مثالیں: ﴿ٱلْقُرْءَان﴾[6] ﴿ٱلْفُرْقَان﴾[7] ﴿يُرْجَعُونَ﴾[8] ﴿مُرْدِفِين﴾[9] ﴿يُرْسِلِ﴾[10]

6- إِذَا كَانَتْ سَاكِنَةً وَقَبْلَهَا سَاكِنٌ وَمَا قَبْلَهُ مَضْمُوم

حب یہ ساکن ہو، یا اسے ساکن کیا جائے اور اس سے پہلے والا حرف بھی ساکن ہو، اور اس سے پہلے والے حرف پر ضمة ہو۔

مثالیں: ﴿خُسْرٍ﴾[11] ﴿ٱلْكُفْرَ﴾[12] ﴿ٱلصُّدُور﴾[13] ﴿ٱلْأُمُورِ﴾[14] ﴿صُفْرٌ﴾[15]

7- إِذَا كَانَتْ سَاكِنَةً وَقَبْلَهَا كَسْرٌ عَارِضٌ (كسر هَمْزَةُ وَصل)

حب یہ ساکن ہو، اور اس سے پہلے عارضی کسرہ ہو۔ (یہ ہمزۃ الوصل میں ہوتا ہے) اگر 'راء' سے پہلے ہمزۃ الوصل آ رہا ہو تو یہ 'را' تفخیم کے ساتھ پڑھی جاتی ہے خواہ ہمزۃ الوصل (کسرہ) کے ساتھ شروع کریں، یا پچھلے لفظ سے ملاتے ہوئے پڑھیں۔ اگر ہم ہمزۃ الوصل سے شروع کرتے ہیں تو کسرہ 'ملفوظة' یا 'منطوقة' ہوتا ہے۔ یعنی کسرہ بولا یا ادا کیا جاتا ہے۔ اگر ہم پچھلے لفظ سے ملاتے ہوئے جاری رکھتے ہیں تو پھر یہ کسرہ 'مقدرہ' ہے۔

مثالیں: ﴿ٱرْجِعُواْ﴾[16] ﴿لِمَنِ ٱرْتَضَىٰ﴾[17] ﴿ٱرْكَبُواْ﴾[18] ﴿أَمِ ٱرْتَابُواْ﴾[19]

8- إِذَا كَانَتْ سَاكِنَةً وَقَبْلَهَا مَكْسُورٌ وَبَعْدَهَا حَرْفُ اسْتِعْلَاءٍ غَير مَكْسُور

جب یہ ساکن ہو، اور اس سے پہلے والا حرف کسرہ کے ساتھ ہو، اور اس (راء) کے بعد والا حرف، حرف استعلاء کے مجموعہ سے ہو اور وہ حرف کسرہ کے ساتھ نہیں ہو۔

مثالیں: ﴿مِرْصَادًا﴾[20] ﴿قِرْطَاس﴾[21] ﴿لَبِٱلْمِرْصَاد﴾[22]

---

[1] سورة النساء آية ٤٧، [2] سورة البقرة آية ٦، [3] سورة البقرة آية ٤٠، [4] سورة الأنعام آية ١٠٠،
[5] سورة البقرة آية ٦٢، [6] سورة يوسف آية ٣، [7] سورة الفرقان آية ١، [8] سورة آل عمرن آية ٨٣،
[9] سورة الأنفال آية ٩، [10] سورة الأنعام آية ٦١، [11] سورة العصر آية ٢، [12] سورة البقرة آية ١٠٨،
[13] سورة آل عمران آية ١١٩، [14] سورة التوبة آية ٤٨، [15] سورة المرسلات آية ٣٣، [16] سورة النور آية ٢٨،
[17] سورة الأنبياء آية ٢٨، [18] سورة هود آية ٤١، [19] سورة النور آية ٥٠، [20] سورة النور آية ٢٨،
[21] سورة الأنعام آية ٧، [22] سورة هود آية ٤١

درج ذیل صورتوں میں 'راء' کو ترقیق کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

1- إِذَا كَانَتْ مَكْسُورَةً

جب اس پر کسرہ ہو۔

مثالیں: ﴿كَرِيم﴾ [1] ﴿ٱلرِّيح﴾ [2] ﴿لِّلْكَٰفِرِينَ﴾ [3] ﴿فَرِيقٌ﴾ [4] ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُم﴾ [5]

2- إِذَا كَانَتْ سَاكِنَةً وَقَبْلَهَا مَكْسُورٌ وَلَيسَ بَعدَهَا حَرْفُ اسْتِعْلاء

جب یہ ساکن ہو، اور اس سے پہلے والا حرف کسرہ کے ساتھ ہو، اور 'راء' کے بعد آنے والا حرف استعلاء کے مجموعہ میں سے نہ ہو۔

درج مثالیں اس کو واضح کرتی ہیں

مثالیں: ﴿فِرْعَوْن﴾ [6] ﴿ٱلْفِرْدَوْس﴾ [7] ﴿ٱلشِّرْك﴾ [8]

3- إِذَا كَانَتْ سَاكِنَةً وَقَبْلَهَا سَاكِنٌ وَقَبْلَهُ مَكْسُور

جب یہ ساکن ہو، اور اس سے پہلے والا حرف بھی ساکن ہو، اور اس سے پہلے والا حرف کسرہ کے ساتھ ہو۔

مثالیں: ﴿ذِكْر﴾ [9] ﴿ٱلسِّحْر﴾ [10] ﴿حِجْر﴾ [11]

4- إِذَا كَانَتْ سَاكِنَةً وَقَبْلَهَا يَاءٌ سَاكِنَةٌ

جب یہ ساکن ہو، اور اس سے پہلے یاء ساکن ہو، تو وقف کی صورت میں راء ہمیشہ ترقیق سے پڑھی جاتی ہے۔ خواہ یاء ساکن سے پہلے کوئی بھی حرکت ہو۔

مثالیں: ﴿ٱلْخَبِير﴾ [12] ﴿غَيْر﴾ [13] ﴿ضَيْر﴾ [14]

---

1 سورة الأنفال آية ٤، 2 سورة ابراهيم آية ١٨، 3 سورة البقرة آية ٢٤، 4 سورة البقرة آية ٧٥،
5 سورة القلم آية ٤٤، 6 سورة البقرة آية ٤٩، 7 سورة الكهف آية ١٠٧، 8 سورة لقمان آية ١٣،
9 سورة المائدة آية ٩١، 10 سورة الأنبياء آية ٣، 11 سورة الفجر آية ٥، 12 سورة الأنعام آية ١٨،
13 سورة الفاتحة آية ٧، 14 سورة الشعراء آية ٥٠

جب 'راء' کو تفخیم یا ترقیق دونوں طرح سے پڑھنا جائز ہے۔

1- إِذَا كَانَت الرَّاءُ سَاكِنَةً وَقَبْلَهَا مَكْسُورٌ وَبَعْدَهَا حَرْفُ اسْتِعْلَاءٍ مَكْسُور

جب 'راء' ساکن ہو، اور اس سے پہلے والا حرف کسرہ کے ساتھ ہو، اور 'راء' کے بعد آنے والا حرف، استعلاء کے حروف میں سے ہو اور یہ حرف استعلاء کسرہ کے ساتھ ہو۔

مثال: ﴿فِرْقٍ﴾ [1]

قرآن کریم میں اسطرح کی صرف ایک ہی مثال پائی جاتی ہے۔ اس لفظ میں 'راء' کو دونوں طرح (تفخیم یا ترقیق) سے پڑھنا جائز ہے لیکن صرف وصل (اگلے لفظ سے ملانے) کی صورت میں۔ اس لفظ پر رکنے کی صورت میں یہ 'راء' صرف تفخیم کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔

2- إِذَا كَانَت الرَّاءُ سَاكِنَةً وَقَبْلَهَا حَرْفُ اسْتِعْلَاء سَاكِن وَقَبْلَهُ مَكْسُور

جب 'راء' ساکنہ ہو، اور اس سے پہلے ساکن حرف آرہا ہو، اور یہ استعلاء کے حروف میں سے ہو۔ اور اس (حرف استعلاء) سے پہلے والا حرف کسرہ کے ساتھ ہو۔

مثالیں: ﴿مِصْرَ﴾ [2] ﴿ٱلْقِطْرِ﴾ [3]

قرآن میں یہ دو الفاظ ہیں جن پر وقف کی صورت میں 'راء' کو تفخیم یا ترقیق دونوں طرح سے پڑھا جا سکتا ہے جبکہ وصل کی صورت میں 'راء' کو اس کی حرکت کے مطابق پڑھا جاتا ہے۔

الْحُرُوف الَّتِي تُرَقَّقُ دَائِمًا

حروف جو ہمیشہ باریک پڑھے جاتے ہیں۔

مجموعہ استفال میں موجود حروف میں سے، الالف المدیہ، لام من لفظ الجلالہ، اور 'راء' کو نکال کر بقیہ تمام حروف ہمیشہ ترقیق کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں۔

---

[1] سورة القيامة آية ٢٧، [2] سورة يوسف آية ١٢، [3] سورة سبأ آية ١٢

امام الجزري 'را' کے متعلق بیان فرماتے ہیں:

وَرَقِّقِ الرَّاءَ إِذَا مَا كُسِرَتْ كَذَاكَ بَعْدَ الْكَسْرِ حَيْثُ سَكَنَتْ

اور 'راء' کو ترقیق کے ساتھ پڑھنا جب اس پر کسرہ ہو

اسی طرح (ترقیق کے ساتھ پڑھنا) جب کسرہ والے حرف کے بعد 'راء' ساکن ہو

إِنْ لَمْ تَكُنْ مِنْ قَبْلِ حَرْفِ اسْتِعْلَا أَوْ كَانَتِ الْكَسْرَةُ لَيْسَتْ أَصْلَا

اگر 'راء' حرف استعلاء سے پہلے نہ ہو

اور 'را' ساکنہ سے پہلے عارضی کسرہ نہ ہو۔ (کیونکہ ان دونوں صورتوں میں راء کو تفخیم کے ساتھ پڑھا جاتا ہے)

وَالْخُلْفُ فِي فِرْقٍ لِكَسْرٍ يُوجَدُ وَأَخْفِ تَكْرِيرًا إِذَا تُشَدَّدُ

اور لفظ 'فرق' میں بوجہ کسرۃ (ق کا کسرۃ) اختلاف پایا جاتا ہے۔

اور تکرار کو چھپانا جب (راء) تشدید کے ساتھ ہو۔

چوتھا باب

اَلْمُتَمَاثِلَان وَالْمُتَجَانِسَان وَالْمُتَقَارِبَان وَالْمُتَبَاعِدَان

دو ایک جیسے، دو ہم جنس، دو ایک دوسرے کے قریب، دو ایک دوسرے سے دور

الْمُتَماثِلاَن وَالْمُتَجانِسان وَالْمُتقَارِبَان وَالْمُتبَاعِدَان

حروف کی تقسیم

دوحروف کا ملنا

- مخارج اور صفات کے لحاظ سے
  - متماثلان
  - متجانسان
  - متقاربان
  - متباعدان
- حرکات کے لحاظ سے
  - صغیر
  - کبیر
  - مطلق

مخارج اور صفات کے لحاظ سے دوحروف کا اکٹھا ہونا: لکھنے اور بولنے میں دوحروف کے تعلق کا جاننا انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آیا پہلے حرف کوظاہر کر کے پڑھا جائے یا اسے اگلے لفظ سے ملایا جائے۔ یعنی اظہار اور ادغام کا تعین واضح ہوتا ہے۔

اس باب میں ان چار مختلف ممکنہ صورتوں کی وضاحت کی گئی ہے جن میں دوحروف اکٹھے ہوسکتے ہیں۔ نیز ہر گروپ میں شامل مخصوص حروف اوران کے لئے احکامات بھی بیان کئے گئے ہیں۔

دوحروف کے ملنے کے تین طریقہ ہیں:

1- التِقَاؤُهُمَا فِي اللَّفْظِ وَالْخط دوحروف کا لکھنے اور بولنے میں اکٹھا ہونا:

ان دونوں میں کوئی فاصلہ یا علیحدگی نہیں ہوتی (یعنی انکے درمیان کوئی اور حرف نہیں ہوتا)۔

مثالیں: ﴿وَلَا يَغۡتَب بَّعۡضُكُم﴾[1] اس مثال میں دو باء اکٹھے آگے پیچھے ہیں۔

﴿هَل لَّكُم﴾[2] دولام ایک ساتھ موجود ہیں۔

2- التِقَاؤُهُمَا فِي الْخط فَقَط دوحروف کا صرف لکھنے میں اکٹھا ہونا:

مثال: ﴿إِنَّهُۥ هُوَ﴾[3] یہاں دو هاء ایک دوسرے کے ساتھ موجود ہیں لیکن حفص عن عاصم کے طریقے کے مطابق ان میں موجود صلہ صغریٰ ان دونوں کو یکجا ہونے سے روک دیتی ہے۔

---

[1] سورة الحجرات آية ١٢، [2] سورة الروم آية ٢٨، [3] سورة البقرة آية ٣٧

3- التِقَاؤُهُمَا فِي اللَّفْظِ فَقَط : صرف پڑھنے میں دوحروف کا اکٹھا ہونا

مثال: ﴿أَنَا ٱلنَّذِيرُ﴾[1] اس مثال میں موجود 'الف' دونوں 'نون' کو الگ کر دیتا ہے۔چونکہ ملا کر پڑھنے کی صورت میں یہ 'الف' نہیں پڑھا جاتا اس لئے یہ دونوں 'نون' پڑھنے میں مل جاتے ہیں۔

مندرجہ بالا تین صورتوں میں سے صرف پہلی صورت کی وضاحت کی جائے گی کیونکہ دوسرا طریقہ حفص عن عاصم من طریق الشاطبیہ میں شامل نہیں۔اور تیسری صورت ویسے ہی اس باب میں شامل نہیں کیونکہ دوحروف ایک دوسرے کے قریب ایک لفظ یادو الفاظ کے درمیان ہو سکتے ہیں بشرطیکہ درمیان میں کوئی تیسرا حرف موجود نہ ہو۔

دوحروف کے تعلق کو مخارج اور صفات کے لحاظ سے چار اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1- الْمُتَمَاثِلاَن

2- الْمُتَجَانِسَان

3- الْمُتَقَارِبَان

4- الْمُتَبَاعِدَان

الْمُتَمَاثِلاَن دوایک جیسے

تَعْرِيفُه: هُمَا الْحَرْفَان اللَّذَان اتَّحَدَا فِي الْمَخْرَجِ وَالصِّفَة

اس کی تعریف: وہ دو حروف جو مخرج ،اور صفت کے اعتبار سے ایک جیسے ہیں۔

جیسا کہ باب کے شروع میں بیان کیا گیا ہے کہ ہماری غرض صرف ان دوحروف سے ہے جو لکھنے اور بولنے میں ایک دوسرے کے قریب یعنی آگے پیچھے ہوں خواہ وہ ایک لفظ میں ہوں یا دو الفاظ میں۔

وضاحت کے لئے درج ذیل مثالیں ملاحظہ کریں۔

1- ﴿حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ﴾[2] اس مثال میں دو الفاظ ہیں۔لیکن ان میں موجود دو 'تاء' ایک دوسرے کے آگے پیچھے ہیں۔

---

[1] سورة الحجر آية ٨٩، [2] سورة النساء آية ٩١

2- ﴿لَعَجَّلَ لَهُمُ﴾[1] اس مثال میں بھی الفاظ تو دو ہیں لیکن دو ایک جیسے حروف یعنی دو 'لام' ایک دوسرے کے بالکل قریب ہیں اور ان کے درمیان کوئی تیسرا حرف موجود نہیں۔

3- ﴿بِبَعْضٍ﴾[2] دو 'باء' ایک لفظ میں

4- ﴿مَنسَكَكُمْ﴾[3] دو 'کاف' ایک لفظ میں

الْمُتَجَانِسَان دو ہم جنس

تَعْرِيفه: هُمَا الْحَرْفَانِ اللَّذَانِ اتَّفَقَا فِي الْمَخْرَجِ وَاخْتَلَفَا فِي الصِّفَة

اس کی تعریف: وہ دو حروف جو یکساں مخرج رکھتے ہیں لیکن ان کی صفات مختلف ہوتی ہیں۔ جیسے 'الطاء' کے ساتھ 'التاء' وغیرہ۔ یہ ایک لفظ میں بھی ملتے ہیں اور دو الفاظ میں بھی ہو سکتے ہیں۔

مثالیں: 1- ﴿عَبَدتُّمْ﴾[4] اس مثال میں 'دال' کے ساتھ 'تاء' ہے۔

2- ﴿بَسَطتَ﴾[5] حرف 'طاء' کے ساتھ 'تاء'

3- ﴿هَمَّت طَّآئِفَة﴾[6] حرف 'تاء' کے ساتھ 'طاء'

4- ﴿أَثْقَلَت دَّعَوَا﴾[7] حرف 'تاء' حرف 'دال' کے ساتھ

---

[1] سورة الكهف آية ٥٨، [2] سورة الكهف آية ٥٨، [3] سورة الكهف آية ٥٨، [4] سورة الكافرون آية ٤،
[5] سورة المائدة آية ٢٨، [6] سورة آل عمران آية ١٢٢، [7] سورة الأعراف آية ١٨٩

الْمُتَقَارِبَان دوایک دوسرے کے قریب

تَعْرِيفه: هُمَا الْحَرْفَان اللَّذَان تَقَارَبَا فِي الْمَخْرَجِ وَالصِّفَة, أَو الْمَخْرَج دُون الصِّفَة, أَو الصِّفَة دُون الْمَخْرَجِ .

اس کی تعریف: وہ دو حروف جو مخرج، اور صفت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب ہوں، یا مخرج کے اعتبار سے تو قریب ہوں لیکن صفت میں نہیں۔ یا پھر صفت میں قریب ہوں لیکن مخرج میں نہیں۔

اوپر دی گئی تعریف سے یہ بات واضح ہے کہ تین مختلف طریقے ہیں جن کے مطابق دو حروف کو متقاربین کی حیثیت سے درجہ وار ترتیب دیا جاسکتا ہے۔

دو حروف کی شمولیت کے لحاظ سے لفظ التقارب کے معنی میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ انتہائی اہم آراء درج ذیل ہیں

۱) ان دو حروف کے مخارج میں کوئی دوری نہ ہو۔ بلکہ ان کے مخرج کا تعلق ایک ہی حصے سے ہو (جیسے زبان وغیرہ)۔ اور اگر دو مختلف مخارج ہوں تو ان کے درمیان فاصلہ نہیں ہونا چاہیے۔ (جیسے ہونٹ اور زبان کی نوک)۔

۲) دو حروف کی قربت کا باہمی تعلق ہوتا ہے خواہ یہ ایک ہی مخرج استعمال کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں۔ یعنی ان میں ایک نسبت یا تعلق بہر حال ہوتا ہے۔ یہ رائے اکثر اسوقت استعمال کی جاتی ہے جب دو حروف صفات میں تو قریب ہوتے ہیں لیکن مخارج میں قریب نہیں ہوتے۔ مثالیں:

☆ مخرج اور صفت کے لحاظ سے دو حروف کی قربت:

﴿قَالَ رَبِّ﴾[1] اس مثال میں دو حروف 'لام' اور 'راء' کے مخارج تو مختلف ہیں لیکن ایک دوسرے کے بالکل قریب ہیں کیونکہ دونوں کے مخرج کے لئے زبان کی نوک استعمال ہوتی ہے۔ یہ دونوں صفات میں بھی قریب ہیں کیونکہ سوائے تکرار کے، یہ دونوں، باقی تمام صفات میں حصہ دار ہیں۔ تکرار صرف 'راء' کے لئے مخصوص ہے۔

﴿وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ﴾[2] اس مثال میں 'تاء' اور 'ثاء' ایسے دو حروف ہیں جن کے مخارج اگرچہ مختلف ہیں لیکن ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ (دونوں کے لئے زبان کی نوک کا اوپر والا حصہ استعمال ہوتا ہے۔ صفات کے حوالے سے بھی یہ ایک دوسرے سے قریب ہیں۔ کیونکہ ان دونوں کی تمام صفات مشترک ہیں سوائے اس کے کہ 'تاء' میں شدہ ہے اور 'ثاء' میں رخاوہ۔

---

[1] سورة آل عمران آية ۳۸، [2] سورة آل عمران آية ۷۹

☆ دوحروف جومخرج میں قریب ہیں لیکن صفت میں مختلف:

﴿عَدَدَ سِنِين﴾[1] اس مثال کودیکھیں تو دوحروف 'دال' اور 'سین' میں مخرج کے لحاظ سے قربت نمایاں ہے لیکن صفات کے لحاظ سے دونوں مختلف ہیں کیونکہ دال کی صفات میں جھر، شدّۃ اور قلقلہ شامل ہیں جبکہ سین میں ھمس، رخاوۃ اور صفیر جیسی صفات نمایاں ہیں۔

☆ دوحروف جوصفات میں تو حصہ دار ہیں لیکن مخرج کے لحاظ سے زیادہ قریب نہیں ہیں۔

﴿دَاوُدُ جَالُوت﴾[2] یہاں 'دال' اور 'جیم' کا مخرج ایک دوسرے سے قریب نہیں کیونکہ 'دال' کے لئے زبان کی نوک استعمال ہوتی ہے اور 'جیم' کے لئے زبان کا درمیان والا حصہ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن صفات کے لحاظ سے یہ دونوں ایک جیسے ہیں۔

اَلْمُتَبَاعِدَان دوایک دوسرے سے دور

تَعْرِيفه: هُمَا الْحَرْفَان اللَّذَان تَبَاعَدَا فِي الْمَخْرَجِ وَاخْتَلَفَا فِي بَعْضِ الصِّفَة

اس کی تعریف: وہ دو حروف جو مخارج، اور بعض صفات میں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔

﴿يَعْلَمَ ٱلصَّـٰبِرِين﴾[3]	'عین' 'لام' کے ساتھ
﴿مِنْهُمَا﴾[4]	'نون' کے ساتھ 'ھاء'
﴿إِذْ حَضَرَ﴾[5]	'ذال' کے ساتھ 'حاء'
﴿يَحْمِلُون﴾[6]	'حاء' کے ساتھ 'میم'

حکم المتباعدين: الاظهار

متباعدین کا قاعدہ اظہار ہے۔ یعنی ان حروف کو واضح پڑھا جاتا ہے۔

[1] سورة المؤمنون آية ١١٢، [2] سورة البقرة آية ٢٥١، [3] سورة آل عمران آية ١٤٢، [4] سورة النساء آية ١، [5] سورة البقرة آية ١٣٣، [6] سورة الأنعام آية ٣١،

دوحروف کے اجتماع کا باہمی تعلق حرکات کے لحاظ سے۔

جب دوحروف اکٹھے ہوتے ہیں تو انکے لئے عمومی قاعدہ اظہار ہی ہوتا ہے۔ لیکن بعض مخصوص حالات اور مقامات پر ان حروف کو آسانی سے ادا کرنے کے لئے یہ قاعدہ ادغام میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

حرف کی تقسیم کی بنیاد اسکی اپنی حرکت، اور اس کے بعد والے حرف، کی حرکت پر ہوتی ہے۔

ادغام کی دو اقسام ہیں:

1- صغير: چھوٹا

إِذَا كَانَ الْحَرْفُ الأَوَّل سَاكِنًا وَالثَّانِي مُتَحَرِّكًا سَوَاء أَكَانَا فِي كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ أَمْ فِي كَلِمَتَين

جب ان دونوں میں پہلا حرف ساکن ہو، اور دوسرا متحرک ہو۔ قطع نظر اس کے کہ یہ ایک لفظ میں ہے یا دو الفاظ میں

مثالیں: ﴿فَمَن لَّمْ﴾[1] ﴿تَسْتَطِع عَّلَيْهِ﴾[2] ﴿وَقَالَت طَّآئِفَة﴾[3]

اسے 'صغیر' اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ ادغام کی حالت میں اس میں کرنے کے لئے کچھ زیادہ کام نہیں ہوتا۔ مثلین میں صرف ایک ہی عمل ہے، یعنی صرف ادغام کرنا ہے۔

اور متجانسین اور متقاربین میں دو کام درج ذیل ہیں۔

مدغم کو مدغم فيه کی جنس میں تبدیل کرنا۔ اور پھر اس کا مدغم فيه میں ادغام کرنا۔

مدغم: پہلا حرف جو دوسرے حرف میں مل جاتا ہے۔

مدغم فيه: دوسرا حرف جس میں پہلے حرف کا ادغام ہوتا ہے۔

2- كبير: بڑا

أَنْ يَكُونَ الْحَرْفَانِ مُتَحَرِّكَين سَوَاء كَانَا فِى كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ أَمْ كَلِمَتِين

جب یہ دونوں حروف متحرک ہوتے ہیں۔ خواہ ایک لفظ میں ہوں یا دو الفاظ کے درمیان۔

مثالیں: ﴿أَتُحَاجُّونَنَا﴾[4] ﴿تَتَمَارَى﴾[5] ﴿إِنَّكَ كُنتَ﴾[6]

---

[1] سورة البقرة آية ١٩٦، [2] سورة الكهف آية ٧٨، [3] سورة آل عمران آية ٧٢، [4] سورة البقرة آية ١٣٩،
[5] سورة النجم آية ٥٥، [6] سورة يوسف آية ٢٩

اور اسے کبیر اس لئے کہا جاتا ہے کیوں کہ ادغام کی صورت میں اسکے عمل زیادہ ہیں۔ جیسے مثلین میں دو عمل (کام) ہیں پہلے حرف کو ساکن کرنا پھر ادغام کرنا۔ اور ایسا حفص عن عاصم کے تحت صرف چند صورتوں میں ہوتا ہے۔

اور متجانسین اور متقاربین میں تین اعمال (کام کی جمع) ہیں جن میں پہلے مدغم کو مدغم فیه کی جنس میں تبدیل کرنا پھر اس کو ساکن کرنا اور پھر اس کو اس میں ادغام کرنا۔

3- مطلق

إِذَا كَانَ الْحَرْفُ الأَوَّل سَاكِنًا مُتَحَرِّكًا, والثَّانِي سَاكِنًا

جب پہلا حرف متحرک ہو اور دوسرا ساکن ہو۔

﴿تُتْلَىٰ عَلَيْهِم﴾ ۱	پہلا 'تاء' متحرک، دوسرا ساکن
﴿تَسْوَدُّ﴾ ۲	'تاء' متحرک 'سین' ساکن
﴿يَشْعُرُون﴾ ۳	'یاء' متحرک 'شین' ساکن

۱ سورة الأنفال آية ٣١، ۲ سورة آل عمران آية ١٠٦، ۳ سورة البقرة آية ٩

الْمُتَمَاثِلَان دوایک جیسے

متماثلین کی اقسام:

1- الْمُتَمَاثِلَين الصَّغِير: إِذَا الْتَقَى حَرفَانِ مُتَمَاثِلان, وَالأَولُ مِنْهُمَا سَاكِن وَجَبَ الإِدْغَام
جب ایک جیسے دو حروف اکٹھے ہوں، اوران دونوں میں، پہلا ساکن ہو، تو ادغام واجب ہے۔

<u>تَعْرِيفُه فِي اللغَة</u>: الإِدْخَال <u>لغت میں ادغام کی تعریف</u>: داخل ہونا۔

<u>تَعْرِيفُهُ فِي الاصطلاح</u>: الْتِقَاءُ حَرْفٍ سَاكِنٍ بِحَرْفٍ مُتَحَرِّكٍ بِحَيثُ يَصِيرُ الْحَرْفَانِ حَرْفاً وَاحِداً مُشَدَّداً مِنْ جِنْسِ الثَّانِي.

<u>علم تجوید کی اصطلاح میں ادغام کی تعریف</u>: حرفِ ساکن کا حرفِ متحرک سے اس طرح ملنا کہ یہ دونوں حروف ایک حرفِ مُشَدَّد بن جائیں دوسری جنس سے (یعنی پہلا حرف دوسرے حرف کی قسم میں تبدیل ہوجاتا ہے)

مثالیں:

ایک لفظ میں: ﴿يُدْرِككُّمُ﴾[1] ﴿يُكْرِههُّنَّ﴾[2]

دو الفاظ میں: ﴿وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾[3] ﴿عَن نَّفْس﴾[4]

﴿رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ﴾[5] ﴿وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ﴾[6]

اوپر یہ بات بالکل واضح کی جاچکی ہے کہ جب دو حروف اکٹھے آئیں خواہ ایک لفظ میں یا دو الفاظ کے درمیان اوران میں پہلا حرف ساکن، اور دوسرا متحرک ہو، تو ان میں ادغام واجب یعنی لازم ہے۔ لیکن اس قاعدہ میں دو استثناءات ہیں۔ یعنی دو چیزیں اس حکم (ادغام) سے مستثنیٰ ہیں۔

---

[1] سورة النساء آية ٧٨، [2] سورة النور آية ٣٣، [3] سورة البقرة آية ١٣٢ [4] سورة البقرة آية ٤٨،

[5] سورة البقرة آية ١٦، [6] سورة البقرة آية ٢٨٢

اول: جب دو 'واؤ' یا دو 'یاءْ' لکھنے میں اکٹھے آئیں اور ان دو 'واؤ' میں سے ایک، اور دو 'یاءْ' میں سے ایک، حرف مد ہو، تو ایسی صورت میں ادغام کے بجائے اظہار کیا جاتا ہے۔

مثالیں: ﴿ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ﴾[1] ﴿فِي يُوسُفَ﴾[2]

یہاں لفظ ءَامَنُواْ میں موجود 'واؤ' حرف مد ہے جبکہ لفظ وَعَمِلُواْ کا پہلا حرف 'واؤ' متحرک ہے اور یہ اپنا مخرج رکھتا ہے جو کہ بین الشفتین ہے (دونوں ہونٹوں کے درمیان)

اسی طرح لفظ فِي میں موجود 'یاءْ' حرف مد ہے۔ اور اسکے بعد آنے والے لفظ يُوسُفَ میں موجود 'یاءْ' متحرک ہے۔ لیکن دونوں جگہ ادغام نہیں، بلکہ اظہار، کا حکم ہے۔

وضاحت: یاء لینیة اور واو لینیة اس زمرے میں شامل نہیں ہیں۔ یعنی اگر یاء لینیة کے بعد 'یاءْ' متحرک اور واو لینیة کے بعد 'واؤ' متحرک ہو تو اس صورت میں ادغام ہی ہوتا ہے۔

مثال: ﴿إِذَا مَا اتَّقَواْ وَّءَامَنُواْ﴾[3]

دوم: جب پہلا حرف ھاء سکت ہو، اور یہ صرف ایک دفعہ سورۃ الحاقۃ کی آیت 28 اور 29 کے درمیان آیا ہے۔

﴿مَالِيَهْ ۜ ﴿٢٨﴾ هَلَكَ﴾[4]

جب ان دو آیات، کو ملا کر، پڑھ رہے ہوں تو درج ذیل دو طریقوں میں سے کوئی ایک طریقہ اختیار کر سکتے ہیں۔ یہ دونوں طریقے جائز ہیں۔

1- اظْهَار الْهاء مَع سَكْتَة لَطِيفَة عَلَيهَا بِدُون تَنَفُّس

ان دو الفاظ کے درمیان بغیر سانس لئے ایک چھوٹے سے وقفے (سکت) کے ساتھ پہلی ھاء کو واضح کر کے پڑھنا۔

2- ادْغَام الْهَاء الأولى فِي الْهَاء بَعْدَهَا

ان دو آیات کو ملانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلی 'ھاءْ' کو دوسری 'ھاءْ' سے ملا کر پڑھنا۔ یعنی پہلی 'ھاءْ' کو دوسری 'ھاءْ' میں مدغم کرنا۔

---

[1] سورة البقرة آية ٢٥، [2] سورة يوسف آية ٧، [3] سورة المائدة آية ٩٣ [4] سورة الحاقة آية ٢٨، ٢٩

2- الْمُتَمَاثِلَين الْكَبِير: پیچھے ہم کبیر کی وضاحت کر چکے ہیں کہ جب دو حروف، اکٹھے آئیں اور دونوں متحرک ہوں (خواہ ایک لفظ میں ہوں یا دو الفاظ میں)۔

ایک لفظ میں: ﴿حِجَج﴾۱ ﴿تَتُوبَا﴾۲ ﴿مُمَدَّدَة﴾۳

دوالفاظ میں: ﴿فِيهِ هُدًى﴾۴

حکمه: وُجُوب الإظْهار عِندَ حفص إلا في قوله تعالى في سورة يوسف

ان کے لئے اظہار کا حکم واجب ہے۔ لیکن اس میں بھی چند استثناءات ہیں جن کا ذکر ضروری ہے اور وہ درج ذیل ہیں۔

﴿مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا﴾۵

سورۃ یوسف کی آیت 11 میں موجود لفظ تَأْمَنَّا کا 'نون' مشددہ اس لفظ میں ادغام کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ لفظ اصل میں (تَأْمَنُنَا) ہے۔

یہ لفظ ذیل میں دیئے گئے دو طریقوں میں سے کسی بھی ایک طریقے سے پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ دونوں طریقے صحیح ہیں۔

1- ادغام مع الاشمام: دونوں ہونٹوں کے ضمة (گولائی) کے ساتھ ادغام کرنا لیکن ضمة کی آواز نہ ہو۔

وضاحت: اس میں نون مشددہ پر اکمل غنہ کرتے ہوئے نون پر موجود ضمة کو صرف ہونٹوں کی گولائی سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ لیکن اسکا اثر آواز پر نہ پڑے یعنی آواز سے ضمة ظاہر نہ ہو۔

2- اظهار مع اختلاس حركة النون الأولى وهي الضمة الروم

پہلے نون پر موجود حرکت (جو کہ ضمة ہے) کا کچھ حصہ چراتے ہوئے یعنی کم کرتے ہوئے دونوں 'نون' کو واضح ادا کرنا۔ مطلب یہ کہ اس میں قاری ضمة کی اصل مقدار کا صرف دو تہائی (2/3) حصہ ادا کرتا ہے۔

---

۱ سورة القصص آية ٢٧، ۲ سورة التحريم آية ٤، ۳ سورة الهمزة آية ٩، ۴ سورة البقرة آية ٢

۵ سورة يوسف آية ١١

دیگر استثناءات جو متماثلین کبیر کے عمومی حکم اظہار کے زمرے میں نہیں آتیں۔ یعنی ان میں بھی ادغام ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ادغام متماثلین کبیر ہوتا ہے۔

مکننی

﴿قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ﴾[1] makanani
﴿أَتُحَآجُّوٓنِّي﴾[2]
﴿إِنَّ ٱللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِۦٓ﴾[3]
﴿إِن تُبْدُوا۟ ٱلصَّدَقَٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ﴾[4]
﴿تَأْمُرُوٓنِّيٓ﴾[5]

الْمُتَجَانِسَان دوہم جنس

متجانسین کی اقسام:

1- الْمُتَجَانِسَين الصَّغِير: أَن يَكُونَ أَوَّلُ الْحَرْفَينِ سَاكِنًا وَالثَّانِي مُتَحَرِّكًا

جیسا کہ صغیر کی تعریف پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ جب دو حروف میں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے۔ متجانسین صغیر کا عمومی حکم متماثلین صغیر کے عمومی حکم (ادغام) کے برعکس ہے۔ یعنی اسکا عمومی حکم اظہار ہے۔ لیکن اس میں مخصوص حروف ہیں جن میں ادغام کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر وہ حروف موجود نہ ہوں تو پھر ادغام نہیں بلکہ اظہار ہی ہوتا ہے۔ اسکو عربی میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

هُوَ لَيسَ مُطْلَقًا كَإِدْغَام الْمِثْلَين بَلْ وَرَدَ فِي أَحْرُفٍ مَخْصُوصَة

اس میں مثلین کبیر کی طرح ادغام واجب نہیں، بلکہ مخصوص حروف میں ادغام ہوتا ہے۔

---

1 سورة الكهف آية ٩٥، 2 سورة الأنعام آية ٨٠، 3 سورة النساء آية ٥٨، 4 سورة البقرة آية ٢٧١،
5 سورة الزمر آية ٦٤

ادغام متجانسین صغیر کے حروف:

درج ذیل حروف اگر ایک دوسرے کے ساتھ آئیں تو ادغام ہوتا ہے ورنہ اظہار کیا جاتا ہے۔

ت	د	ط	ذ	ث	ب
↙ ↘	↓	↓	↓	↓	↓
ط ، د	ت	ت	ث	ذ	م

1-التاء مع الدال: 'تاء' کے ساتھ 'دال'۔ یہ پورے قرآن میں صرف دو جگہوں پر آتا ہے۔

﴿فَلَمَّآ أَثۡقَلَت دَّعَوَا ٱللَّهَ رَبَّهُمَا﴾[1]

﴿قَالَ قَدۡ أُجِيبَت دَّعۡوَتُكُمَا﴾[2]

2- الدال مع التاء: 'دال' 'تاء' کے ساتھ۔ اسکی کئی مثالیں قرآن میں موجود ہیں جن میں سے دو یہ ہیں:

﴿وَلَآ أَنَا۠ عَابِدٞ مَّا عَبَدتُّمۡ ۝٤﴾[3]

﴿وَلَوۡ تَوَاعَدتُّمۡ لَٱخۡتَلَفۡتُمۡ﴾[4]

3- التاء مع الطاء: 'تاء' 'طاء' کے ساتھ۔ یہ بھی قرآن میں بار بار آتا ہے۔ ذیل میں ایک مثال دی جارہی ہے:

﴿فَـَٔامَنَت طَّآئِفَةٞ مِّنۢ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ وَكَفَرَت طَّآئِفَةٞ﴾[5]

---

1 سورة الأعراف آية ١٨٩، 2 سورة يونس آية ٨٩، 3 سورة الكافرون آية ٤، 4 سورة الأنفال آية ٤٢،

5 سورة الصف آية ١٤

4- الطاء مع التاء: 'طاء' کے ساتھ 'تاء'۔ یہ پورے قرآن میں چار مقامات پر آیا ہے، اور یہ ادغام ناقص ہے کیونکہ طاء مکمل طور پر تاء میں مدغم نہیں ہوتا بلکہ اسکی خاص صفت، اطباق، باقی رہتی ہے۔ اس لئے یہ ادغام متجانسین صغیر ناقص کہلاتا ہے۔

﴿عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ ٱللَّهِ﴾[1]

﴿فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا﴾[2]

﴿مَا فَرَّطتُمْ فِي يُوسُفَ﴾[3]

﴿لَئِنۢ بَسَطتَ إِلَيَّ يَدَكَ﴾[4]

5-الذال مع الظاء: 'ذال' 'ظاء' کے ساتھ۔ یہ پورے قرآن میں دو بار آیا ہے۔

﴿ٱلْيَوْمَ إِذ ظَّلَمْتُمْ﴾[5]

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمْ﴾[6]

اوپر بیان کئے گئے تمام ادغامات واجب ہیں۔ یعنی ان میں ادغام، واجب ہونے پر تمام قراء متفق ہیں۔ درج ذیل دو مقامات کے بارے میں اظہار اور ادغام کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن حفص عن عاصم من طریق الشاطبیہ میں ان دونوں جگہوں پر بھی ادغام واجب ہے۔

6- الثاء مع الذال: 'ثاء' 'ذال' کے ساتھ۔ یہ پورے قرآن میں صرف ایک بار آیا ہے۔

﴿أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ذَّٰلِكَ مَثَلُ ٱلْقَوْمِ﴾[7]

7- الباء مع المیم: 'باء' 'میم' کے ساتھ۔ یہ بھی قرآن میں ایک ہی دفعہ آیا ہے۔

﴿يَٰبُنَيَّ ٱرْكَب مَّعَنَا﴾[8]

---

[1] سورة الزمر آية ٥٦، [2] سورة النمل آية ٢٢، [3] سورة يوسف آية ٨٠، [4] سورة المائدة آية ٢٨،
[5] سورة الزخرف آية ٣٩، [6] سورة النساء آية ٦٤، [7] سورة الأعراف آية ١٧٦، [8] سورة هود آية ٤٢

2- الْمُتَجانِسَين الْكَبِير: هُوَ أَن يَتَحَرَّكَ الْحَرْفَانِ مَعًا
جب دومتحرک حروف اکٹھے آتے ہیں۔

حکمه: وجوب الإظهار

اسکاحکم: حفص عن عاصم من طریق الشاطبیہ کے مطابق اس میں اظہار واجب ہے۔

﴿ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ طُوبَىٰ ﴾[1]

الْمُتَقارِبَان دوایک دوسرے کے قریب

متقاربین کی اقسام:

1- الْمُتَقَارِبَين الصَّغِير: أَن يَكُونَ أَوَّلُ الْحَرْفَينِ سَاكِنًا وَالثَّانِي مُتَحَرِّكًا

صغیر کی تعریف جیسا کہ پیچھے واضح کی گئی ہے کہ جب دوحروف اکٹھے ہوتے ہیں اوران میں سے پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے۔

هُوَ لَيسَ مُطْلَقًا كَإِدْغَامِ الْمِثْلَين بَلْ وَرَدَ فِي أَحْرُفٍ مَخْصُوصَة

اس میں متجانسین کی طرح قطعی حکم ادغام نہیں، بلکہ مخصوص حروف ہیں، جن پرادغام ہوتا ہے۔جبکہ باقی حروف پراظہار ہی ہوتا ہے۔

اگلے صفحہ میں ان حروف کا ذکر کیا جارہا ہے جن میں ادغام اس صورت میں ہوتا ہے جب ان دونوں میں سے پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے

[1] سورة الرعد آية ٢٩

1- اللام الساكنة فِي الراء: یہ اس وقت ہوتا ہے جب لام فعل میں ہو یا حرف میں:

مثالیں: ﴿بَل رَّفَعَهُ ٱللَّهُ إِلَيۡهِ﴾ [1]

﴿وَقُل رَّبِّي أَنزِلۡنِي مُنزَلٗا﴾ [2]

استثناء

ادغام کے اس حکم کے لئے حفص عن عاصم من طریق الشاطبیہ (جو قوانین اس کتاب میں درج ہیں) میں ایک استثناء ہے۔

سورة المطففين کی درج ذیل آیت میں 'لام' اور 'راء' کے درمیان سکت ہے۔

﴿كَلَّاۖ بَلۡۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم﴾ [3]

حفص عن عاصم من طریق الشاطبیہ کے مطابق لام پر کیا جانے والا سکت ادغام کو روک دیتا ہے۔ اور 'لام' کو واضح پڑھا جاتا ہے۔

2- الادغام الشمسی: یہ اسوقت واضح ہوتا ہے جب لام التعریف ان چودہ حروف میں داخل ہوتا ہے جو لام الشمسیہ کے مجموعہ میں شامل ہیں۔ یہ تمام چودہ حروف اور لام التعریف متقارب ہیں۔

مثالیں: ﴿ٱلسَّاعَة﴾ [4] ﴿ٱلرِّيَح﴾ [5] ﴿ٱلشَّمۡس﴾ [6] ﴿ٱلنَّخۡل﴾ [7]

استثناء

گوکہ 'لام' ان چودہ شمسی حروف میں شامل ہے لیکن اسے لام التعریف کے ساتھ متقارب تصور نہیں کیا جاتا، بلکہ جب دو 'لام' اکٹھے ہوں تو یہ متماثلین ہوتے ہیں جیسے ﴿ٱللَّطِيفُ﴾ [8]

3- القاف الساكنة فِي الكاف

یہ قرآن میں صرف ایک دفعہ سورۃ المرسلات میں آیا ہے۔ ہمارے طریقہ قراءت، حفص عن عاصم میں اسے ادغام کامل کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ یعنی قاف مکمل طور پر کاف میں مل جاتا ہے۔

﴿أَلَمۡ نَخۡلُقكُّم مِّن مَّآءٖ مَّهِينٖ ٢٠﴾ [9]

---

[1] سورة النساء آية ١٥٨، [2] سورة المؤمنون آية ٢٩، [3] سورة المطففين آية ١٤، [4] سورة الأنعام آية ٣١،
[5] سورة الحج آية ٣١، [6] سورة يونس آية ٥، [7] سورة الانعام آية ٩٩، [8] سورة الملك آية ١٤،
[9] سورة المرسلات آية ٢٠

4- النون الساكنة أو التنوين فِي حروف كلمة 'يرملون' باستثناء حرف النون

نون ساکنہ یا تنوین لفظ 'یرملون' میں موجود تمام حروف کے ساتھ سوائے حرف 'نون' کے۔

وضاحت

کلمہ 'یرملون' میں موجود 'نون' اس حکم سے اس لئے مستثنی ہے کیوں کہ نون ساکنہ کے بعد نون درحقیقت متماثلین شمار ہوتا ہے۔

مثالیں: ﴿مِن وَلِيّ﴾[1] ﴿وَلَمْ يَكُن لَّهُ﴾[2]

استثناء

سورۃ القیامہ کی درج ذیل آیت میں 'نون' پر کیا جانے والا سکت اس نون کو واضح کر دیتا ہے اور ادغام سے روک دیتا ہے۔

﴿وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ ﴿٢٧﴾﴾[3]

2- الْمُتَقَارِبَين الْكَبِير: هُوَ أَن يَتَحَرَّكَ الْحَرْفَانِ مَعًا

جب دو متحرک حروف اکٹھے آتے ہیں۔

حكمه: وجوب الإظهار

اسکا حکم: حفص عن عاصم من طریق الشاطبیہ کی قراءت میں جب دو متقارب متحرک حروف اکٹھے آتے ہیں تو ان کے لئے حکم اظہار واجب ہے۔

اس باب کو جزریہ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

وَأَوَّلَي مِثْلٍ وَجِنْسٍ إِنْ سَكَنْ أَدْغِمْ كَ: قُل رَّبِّ وَ: بَل لَّا, وَأَبِنْ

فِي يَوْمِ ,مَعْ: قَالُوا وَهُمْ, وَ: قُلْ نَعَمْ سَبِّحْهُ, لَا تُزِغْ قُلُوبَ ,فَالْتَقَمْ

'اور متماثلین اور متجانسین سے پہلے اگر ساکن ہوں تو ادغام کرنا ہے جیسے (قل رب) اور (بل لا) ، اور اظہار کرو (فی یوم) اور (قالوا وهم)، (قل نعم) اور (سبحه)، (لا تزغ قلوب)، (فالتقم)

[1] سورة البقرة آية ١٠٧، [2] سورة الإخلاص آية ٤، [3] سورة القيامة آية ٢٧

پانچواں باب

مُخْتَصَر يَسِير فِي قَوَاعِد اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّة

چند عربی قواعد اور اصطلاحات کا ایک مختصر تعارف

اگرچہ یہ عربی قواعد کی کتاب نہیں ہے تاہم ہمزۃ الوصل کا باب شروع کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ عربی جز کلام کے اہم حصے کا ایک مختصر جائزہ لیا جائے۔ ہمزۃ الوصل کے سبق کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پڑھنے والا کم از کم کچھ بنیادی عربی قواعد سے آشنا ہو۔

عربی زبان میں لفظ کو کلمہ کہا جاتا ہے۔ اور عربی زبان میں الفاظ (words) تین قسم کے ہوتے ہیں۔

1- اسم nouns (جمع اسماء)

2- فعل verbs (جمع افعال)

3- حرف particle (جمع حروف)

1- <u>اسم:</u> وہ لفظ ہے جس سے کسی شخص، جگہ یا چیز کا نام معلوم ہو اور جس سے زمانہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔ یعنی صرف نام ہو۔ مثلا قلم، عثمان، مسجد، وغیرہ

2- <u>فعل:</u> فعل وہ لفظ ہے، جو کسی کام کے ہونے یا کرنے کو ظاہر کرے اور اس لفظ کا تعلق کسی زمانے سے بھی ہو۔ یعنی ایسا کلمہ جس میں ماضی، حال یا مستقبل پایا جائے۔ مثلا آمن۔ 'وہ ایمان لایا (ماضی)' نعبد۔ ہم عبادت کرتے ہیں/کریں گے۔ (مضارع)

3- <u>حروف:</u> لفظ یا کلمہ کی تیسری قسم حرف ہے۔ یہ اپنا معنی واضح کرنے کے لئے اسم اور فعل کا محتاج ہے۔ یعنی یہ اسم اور فعل یا دو اسموں کو آپس میں ملا کر اس کلام کے معنی پورے کرتا ہے۔ مثلا من (سے) الی (طرف، تک) علی (پر) وغیرہ۔

اسماء

اسم سے مراد وہ لفظ ہے جو کسی چیز، شخص یا جگہ کا نام ظاہر کرے۔ اس میں جاندار اور بے جان دونوں اشیاء شامل ہیں۔ یہ کسی شخص کا ذاتی نام بھی ہوسکتا ہے۔ جیسے سلمان، صفوان، مہا وغیرہ اور کسی کو عمومی طور پر بولا جانے والا لفظ بھی جیسے لڑکا یا لڑکی۔ اس میں جانور اور پودوں کے نام، جاندار اور بے جان اشیاء کی صفات مثلاً خوبصورت، ملائم وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اسم کسی چیز کی طرف اشارہ کئے جانے والے الفاظ کا بھی احاطہ کرتا ہے جیسے یہ ،وہ، اسکا، اسکی وغیرہ۔ غرض یہ کہ اسم اپنے اندر وسیع مفہوم رکھتا ہے اور یہ کسی کے ذاتی یا مخصوص نام کے علاوہ صفات، اوقات، زمان، مکان، اشارہ اور دیگر کئی چیزوں کا احاطہ کرتا ہے۔

اسم کی پہچان:

اگر کسی کلمہ کے معنی معلوم نہ ہوں اور پتہ نہ چلے کہ وہ اسم ہے یا نہیں تو درج ذیل علامات سے اندازہ کرلیں۔

۱۔ لفظ کے شروع میں لام التعریف (ال) ہو تو وہ اسم ہے کیونکہ فعل کے ساتھ کبھی ال نہیں آتا۔

مثالیں: الحمد. القلم. الکتاب وغیرہ

۲۔ تنوین بھی اسم کی ایک واضح پہچان ہے کیونکہ فعل پر کبھی تنوین نہیں ہوتی۔

مثالیں: قرآنٍ . ریبٍ . سورۃٍ وغیرہ

نوٹ : اسم میں تنوین اور لام التعریف بیک وقت نہیں آسکتے یعنی جس لفظ کے شروع میں ال ہوتا ہے اسکے آخر میں تنوین نہیں ہوتی۔

۳۔ اسم کے آخر میں اکثر کسرہ (زیر) بھی آتا ہے۔

مثالیں: غیرِ . قلوبِ . ابصارِ وغیرہ

۴۔ یاء ندا (کسی کو بلانے کے لئے) کے بعد آنے والا لفظ بھی اسم ہوتا ہے۔

مثالیں: یا رب. یا ولد. یا امی وغیرہ

۵۔ کسی لفظ سے پہلے حرف جر (فی، الی، من، علی وغیرہ) کا آنا بھی اس لفظ کے اسم ہونے کو یقینی بناتا ہے۔

مثالیں: فی نا ر جھنم .عن سواء السبیل. من انصا ر

افعال (verbs)

زمانے کے اعتبار سے فعل کی تین قسمیں ہیں۔

1-ماضی: خالص گزرے ہوئے زمانے کے لئے۔

2- مضارع: موجودہ زمانے (حال) اور مستقبل دونوں کے لئے۔

3- امر: خالص مستقبل (آئندہ زمانے) کے لئے۔

افعال بنانے کے چار اہم عناصر ہیں۔

1- ثلاثی　تین حرفی کلمہ

2- رباعي　چار حرفی کلمہ

3- خماسي　پانچ حرفی کلمہ

4- سداسي　چھ حرفی کلمہ

ماضی　گزرا ہوا زمانہ

ماضی افعال ہمیشہ مبنی ہوتے ہیں، یعنی فعل ماضی کے آخری حرف پر ہمیشہ فتحہ پایا جاتا ہے۔(اس کے پہلے اور تیسرے حرف پر ہمیشہ زبر ہوتا ہے)۔

گردان

فَعَلَ	واحد	مذکر	غائب	اس ایک مرد نے کیا
فَعَلَا	تثنیہ	مذکر	غائب	ان دو مردوں نے کیا
فَعَلُوا	جمع	مذکر	غائب	ان سب مردوں نے کیا
فَعَلَتْ	واحد	مؤنث	غائب	اس ایک عورت نے کیا
فَعَلَتَا	تثنیہ	مؤنث	غائب	ان دو عورتوں نے کیا
فَعَلْنَ	جمع	مؤنث	غائب	ان سب عورتوں نے کیا
فَعَلْتَ	واحد	مذکر	حاضر	تم ایک مرد نے کیا
فَعَلْتُمَا	تثنیہ	مذکر	حاضر	تم دو مردوں نے کیا
فَعَلْتُمْ	جمع	مذکر	حاضر	تم سب مردوں نے کیا
فَعَلْتِ	واحد	مؤنث	حاضر	تم ایک عورت نے کیا
فَعَلْتُمَا	تثنیہ	مؤنث	حاضر	تم دو عورتوں نے کیا
فَعَلْتُنَّ	جمع	مؤنث	حاضر	تم سب عورتوں نے کیا
فَعَلْتُ	واحد	مذکر/مؤنث	متکلم	میں نے کیا (مرد یا عورت نے)
فَعَلْنَا	جمع	مذکر/مؤنث	متکلم	ہم نے کیا (مردوں یا عورتوں نے)

المضارع

اردو کے برعکس عربی میں حال اور مستقبل دونوں زمانوں کے لئے ایک ہی فعل استعمال ہوتا ہے اور اسے فعل مضارع کہتے ہیں۔ فعل ماضی سے پہلے ء، ت، ی، ن (ءتین) میں سے کوئی ایک حرف لگا کر مضارع بنایا جاتا ہے۔ اس سے پہلے س یا سوف بھی آسکتا ہے جو مستقبل کو ظاہر کرتا ہے جیسے سنکتب، سوف تعلمون وغیرہ

حرف سین کا اضافہ فعل مضارغ کو مستقبل قریب کے لئے خاص کرتا ہے۔ اور سوف کا اضافہ فعل مضارغ کو مستقبل بعید کے لئے خاص کرتا ہے۔ فعل مضارع اگر معروف ہو تو علامت مضارع والے حرف پر زبر ہوتا ہے۔ اور اگر مضارع مجھول ہو تو علامت مضارع والے حرف پر پیش ہوتا ہے۔ دوسرا حرف ہر صورت میں ساکن ہوتا ہے۔ تیسرے حرف کی حرکت بدلتی رہتی ہے۔

گردان

صیغہ	عدد	جنس		معنی
يَفْعَلُ	واحد	مذکر	غائب	وہ ایک مرد کرتا ہے یا کرے گا
يَفْعَلَانِ	تثنیہ	مذکر	غائب	وہ دو مرد کرتے ہیں یا کریں گے
يَفْعَلُونَ	جمع	مذکر	غائب	وہ سب مرد کرتے ہیں یا کریں گے
تَفْعَلُ	واحد	مؤنث	غائب	وہ ایک عورت کرتی ہے یا کرے گی
تَفْعَلَانِ	تثنیہ	مؤنث	غائب	وہ دو عورتیں کرتی ہیں یا کریں گی
يَفْعَلْنَ	جمع	مؤنث	غائب	وہ سب عورتیں کرتی ہیں یا کریں گی
تَفْعَلُ	واحد	مذکر	حاضر	تو ایک مرد کرتا ہے یا کرے گا
تَفْعَلَانِ	تثنیہ	مذکر	حاضر	تم دو مرد کرتے ہو یا کرو گے
تَفْعَلُونَ	جمع	مذکر	حاضر	تم سب مرد کرتے ہو یا کرو گے
تَفْعَلِينَ	واحد	مؤنث	حاضر	تم ایک عورت کرتی ہو یا کرو گی
يَفْعَلَانِ	تثنیہ	مؤنث	حاضر	تم دو عورتیں کرتی ہو یا کرو گی
تَفْعَلْنَ	جمع	مؤنث	حاضر	تم سب عورتیں کرتی ہو یا کرو گی
أَفْعَلُ	واحد	مذکر/مؤنث	متکلم	میں کرتا ہوں/ میں کرتی ہوں یا کروں گا/کروں گی
نَفْعَلُ	جمع	مذکر/مؤنث	متکلم	ہم کرتے ہیں یا کریں گے

فعل امر

امر کے معنی حکم کے ہیں، یہ وہ فعل ہے جس میں کسی کو کوئی حکم دیا جائے اور چونکہ حکم مخاطب کو دیا جاتا ہے اس لئے اس کے چھ صیغے ہوتے ہیں۔

امر بنانے کا قاعدہ: امر حاضر فعل مضارع حاضر سے بنتا ہے۔ مضارع کے آخری حرف کو ساکن کر کے، ابتدا میں ہمزۃ الوصل لگتا ہے۔ (ہمزۃ الوصل کے باب میں بیان کیا جائے گا کہ عربی زبان میں لفظ کو ہمیشہ حرکت کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے)۔ اگر لفظ کا پہلا حرف ساکن ہو تو اس فعل کے شروع میں ہمزۃ الوصل موجود ہوتا ہے تا کہ پڑھنے والا اس ہمزۃ الوصل کو موزوں حرکت دے کر لفظ کی ابتدا کر سکے۔ اسکی تفصیل آگے باب میں ملاحظہ کریں۔ یہاں صرف اس نقطہ کا تعارف کروایا جا رہا ہے تا کہ فعل امر کی درج ذیل گردان سمجھ میں آجائے۔

	مذکر	مؤنث
واحد	افْعَلْ (تم کرو)	افْعَلِي (تم کرو)
مثنی	(تم دونوں کرو) افْعَلَا	
جمع	افْعَلُوا (تم سب کرو) مرد	افْعَلْنَ (تم سب کرو) عورتیں

افعال بنانے کے اہم عناصر

1- ثلاثی: وہ فعل ماضی واحد مذکر غائب جس کے پہلے صیغے میں صرف تین حروف ہوتے ہیں جیسے فَعَلَ

2- رباعی: وہ فعل ماضی واحد مذکر غائب جس کے پہلے صیغے میں چار حروف ہوتے ہیں جیسے افعل یا فَعَّل ۔(یاد رہے کہ شدّہ دو حروف کی نشاندہی کرتا ہے لہذا اس لفظ میں عین دو دفعہ شمار ہوتا ہے)۔

3- خماسی: وہ فعل ماضی واحد مذکر غائب جس کے پہلے صیغے میں پانچ حروف ہوتے ہیں جیسے افْتَعَل

4- سداسی: وہ فعل ماضی واحد مذکر غائب جس کے پہلے صیغے میں چھ حروف ہوتے ہیں جیسے اسْتَفْعَل

حروف

اردو زبان میں حروف سے مراد حروف تہجی ہوتے ہیں جبکہ عربی زبان میں دوسری زبانوں کے برعکس، حروف بھی معنی رکھتے ہیں بعض حروف اپنے بعد آنے والے اسماء یا افعال کے اعراب پر اثر انداز ہوتے ہیں اور بعض نہیں۔

وہ حروف جو اسماء پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

إِنَّ، أَنَّ، فِي، على، إلى

وہ حروف جو افعال پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

لِ، لن، لَم، مَنْ، إن

وہ حروف جن سے اسم یا فعل متاثر ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی۔

مَا، لا، و، ف، ثُمَّ

چھٹا باب

هَمْزَةُ الْوَصْل

همزة الوصل

عربی زبان کے قواعد کی رو سے یہ بات طے ہے کہ کوئی شخص جب بھی کچھ پڑھے تو متحرک حرف کے ساتھ شروع کرے، لہٰذا قرآن پڑھنے والے کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ قرآءت ہمیشہ متحرک حرف سے شروع کرے نہ کہ ساکن حرف سے۔ قرآن کی تلاوت کا ایک اور اصول یہ ہے کہ وقف کرتے وقت آخری حرف کو کبھی بھی حرکت کے ساتھ نہیں پڑھا جاتا بلکہ اسے ساکن کیا جاتا ہے (یعنی بغیر حرکت کے) سوائے "الروم" کے، جسے انشاء اللہ حصہ سوم میں بیان کیا جائے گا۔

متعدد الفاظ کا پہلا حرف حرکت کے ساتھ نہیں لکھا جاتا، اور جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ بغیر حرکت کے لفظ کو شروع کرنا جائز نہیں۔ اس صورت میں لفظ کے شروع میں ایک زائد ہمزہ لگا دیا جاتا ہے۔ یہ ہمزۃ الوصل اس لفظ کے شروع میں موجود سکون کو جوڑنے یا ملانے کے کام آتا ہے۔ ہمزۃ الوصل الف کی طرح نظر آتا ہے اور اس کے اوپر ایک چھوٹا سا حرف صاد ہوتا ہے۔ ٱ

<u>تعریف همزة الوصل:</u> هَيَ هَمْزَةٌ يُؤْتِي بِهَا لِلتَمكن الْبَدء بِالسَّاكِن تَثْبُتُ فِي بَدْءِ الْكَلام وَتَسْقُطُ فِي وَصْلِه.

<u>همزۃ الوصل کی تعریف:</u> یہ ایک ہمزہ ہے جو ساکن حرف کے ساتھ ابتدا کو ممکن بنانے کے لئے لفظ کے شروع میں لگایا جاتا ہے۔ یہ لفظ کی ابتداء کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ وصل کی صورت میں یہ ساقط ہو جاتا ہے۔

درج ذیل آیت میں موجود الفاظ:

﴿قُلِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَٰمٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ ٱلَّذِينَ ٱصْطَفَىٰٓ﴾[1]

اس آیت میں موجود الفاظ ٱلْحَمْدُ - ٱلَّذِينَ - ٱصْطَفَى کے شروع میں سب ہمزۃ الوصل ہیں۔ یہ ملا کر پڑھنے کی صورت میں ساقط ہو جاتے ہیں۔ مراد یہ کہ جب عِبَادِهِ کو ٱلَّذِينَ سے ملا کر پڑھا جاتا ہے تو ہمزہ الوصل ساقط ہو جاتا ہے اور پڑھنے میں نہیں آتا اور ہِ کو لام سے ملا دیا جاتا ہے لیکن اگر ان الفاظ سے ابتدا مقصد ہو، تو ہمزۃ الوصل ادا ہوتا ہے یعنی پھر اس ہمزۃ الوصل کو حرکت دے کر شروع کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کو ہمزۃ الوصل کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ساکن حرف کو جوڑنے یا ملانے کے کام آتا ہے۔

ہمزۃ الوصل کو، دوسرے باضابطہ، ہمزہ (جو کہ ہمزۃ القطع کہلاتا ہے) کے ساتھ گڈمڈ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

---

[1] سورة النمل آية ٥٩

هَمْزَةُ الْقَطْع

یہ ہمزۃ (ء) لفظ کے شروع، درمیان اور آخر میں ہو سکتا ہے۔

مثالیں: ﴿أَوْحَيْنَا﴾[1] ﴿قُرْءَانًا﴾[2] ﴿رُءْيَاكَ﴾[3] ﴿أَنبَآءِ﴾[4]

﴿دَكَّآءَ﴾[5] ﴿بِتَأْوِيلِهِ﴾[6] ﴿مُتَّكِـِٔينَ﴾[7]

یہ اسم، فعل اور حرف تینوں میں آ سکتا ہے۔ لفظ کے شروع میں، یہ تینوں میں سے کسی بھی، ایک حرکت کے ساتھ، اور لفظ کے درمیان اور آخر میں، یہ متحرک یا ساکن ہو سکتا ہے۔

ہمزۃ القطع کی صورتیں:

1- ابتدا میں: اگر یہ لفظ کے شروع میں ہو، تو صرف الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے، اسکی اپنی حرکت خواہ فتحة ہو کسرة یا ضمة۔

مثالیں: ﴿أَرَءَيْتَ﴾[8] ﴿أَثْقَلَت﴾[9] ﴿إِذَا﴾[10] ﴿أَمْرِي﴾[11]

﴿إِنَّا﴾[12] ﴿أُشْرِكُ﴾[13]

2- وسط میں: ا) ساکن ہمزہ: اگر یہ لفظ کے درمیان میں ہو اور اس سے پہلے والا حرف متحرک ہو تو ہمزہ کے نیچے لکھا جانے والا حرف اس حرکت کے مطابق ہوتا ہے جو ساکن ہمزہ سے پہلے والے حرف پر موجود ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ساکن ہمزہ سے پہلے فتحہ ہے تو ہمزہ 'الف' پر لکھا جاتا ہے۔

مثالیں: ﴿شَأْنٍ﴾[14] ﴿يَأْخُذَهُمْ﴾[15]

اور اگر ساکن ہمزہ سے پہلے والا حرف مکسور ہو یعنی کسرہ کے ساتھ ہو تو ہمزہ 'ياء' پر لکھا جاتا ہے۔

مثالیں: ﴿جِئْنَا﴾[16] ﴿بِئْسَ﴾[17] ﴿شِئْنَا﴾[18]

---

[1] سورة النساء آية ١٦٣، [2] سورة الرعد آية ٣١، [3] سورة يوسف آية ٥، [4] سورة آل عمران آية ٤٤،

[5] سورة الكهف آية ٩٨، [6] سورة يوسف آية ٣٦، [7] سورة يوسف آية ٥، [8] سورة الكهف آية ٦٣،

[9] سورة الأعراف آية ١٨٩، [10] سورة آل عمران ١٣٥، [11] سورة الكهف آية ٧٣، [12] سورة البقرة آية ١٤،

[13] سورة الكهف آية ٤٢، [14] سورة يونس ٦١، [15] سورة النحل آية ٤٦، [16] سورة النساء آية ٤١،

[17] سورة هود آية ٩٩، [18] سورة الأعراف ١٧٦

اور اگر ساکن ہمزہ سے پہلے والا حرف مضموم یعنی ضمہ کے ساتھ ہو تو ہمزہ 'واؤ' پر لکھا جاتا ہے۔

مثالیں: ﴿يُؤْمِنُونَ﴾[1] ﴿يُؤْمَرُونَ﴾[2] ﴿يُؤْتَ﴾[3]

ب) متحرک ہمزہ: اگر لفظ کے درمیان میں ہو، اور اس سے پہلے والا حرف، ساکن ہو، تو ایسی صورت میں یہ ہمزہ اپنی حرکت کے مطابق حرف پر لکھا جاتا ہے۔

مثالیں: ﴿قَائِلٌ﴾[4] ﴿وَنِسَاءَنَا﴾[5] ﴿ءَابَاؤُنَا﴾[6]

☆ لفظ کے درمیان میں، اگر ہمزہ متحرک ہے، اور اس ہمزہ سے پہلے والا حرف بھی متحرک ہے تو پھر ہمزہ کے نیچے لکھا جانے والا حرف اس حرف کی مناسبت سے ہوتا ہے جو متحرک ہمزہ سے پہلے آتا ہے۔

یعنی اگر ہمزہ سے پہلے والا حرف مفتوح ہے تو ہمزہ 'الف' کے اوپر لکھا جاتا ہے۔

جیسے: ﴿فَأَتْبَعَ﴾[7] ﴿سَأَلْتَهُمْ﴾[8]

لیکن اگر الف اسطرح آئے جیسے ﴿مَـَٔابِ﴾[12] تو ایسی صورت میں ہمزہ کے نیچے الف نہیں لکھا جاتا کیونکہ دو (۲) الفات اکٹھے نہیں لکھے جاتے۔

اور اگر ہمزہ سے پہلے والا حرف مکسور ہے تو پھر ہمزہ 'یاء' کے اوپر لکھا جاتا ہے۔

جیسے: ﴿حَمِئَةٍ﴾[9] ﴿سَيِّئَةً﴾[10]

اور اگر ہمزہ سے پہلے والا حرف مضموم ہے تو ہمزہ حرف 'واؤ' کے اوپر لکھا جاتا ہے

جیسے: ﴿يُؤَيِّدُ﴾[11]

---

[1] سورة البقرة آية ٣، [2] سورة النحل آية ٥٠، [3] سورة المائدة آية ٢٠، [4] سورة يوسف آية ١٠،
[5] سورة آل عمران آية ٦١، [6] سورة الأعراف آية ٧٠، [7] سورة الكهف آية ٨٥، [8] سورة التوبة آية ٦٥،
[9] سورة الكهف آية ٨٦، [10] سورة البقرة ٨١، [11] سورة آل عمران آية ١٣، [12] سورة الرعد آية ٢٩

☆اور اگر ہمزہ مکسور ہے یعنی ہمزہ کی اپنی حرکت کسرہ، ہے تو وہ، حرف، یاء پر ہی لکھا جاتا ہے خواہ اس سے پہلے والے حرف پر کسرہ، فتحہ یا ضمہ ہو۔

☆اور اگر ہمزہ پر ضمہ ہو تو وہ حرف واو پر لکھا جاتا ہے خواہ اس سے پہلے فتحہ ہو یا ضمہ۔

جیسے ﴿نَقْرَؤُهٗ﴾[1] اور اگر ہمزہ کے بعد حرف واو موجود ہو تو واو اسی طرح لکھا جاتا ہے لیکن ہمزہ کے نیچے پھر کوئی حرف نہیں لکھا جاتا بلکہ اسے دوسرے حروف کی طرح لائن میں لکھا جاتا ہے۔

مثال: ﴿بِرُءُوسِكُمْ﴾[2]

☆اور اگر ہمزہ مضموم ہو لیکن اس سے پہلے والا حرف مکسور ہو تو پھر ہمزہ حرف، یاء کے اوپر لکھا جاتا ہے۔

جیسے ﴿سَنُقْرِئُكَ﴾[3]

3- ہمزہ لفظ کے آخر میں:

اگر ہمزہ متحرک ہو اور لفظ کے آخر میں آئے اور اس سے پہلے والا حرف ساکن ہو تو ہمزہ، دوسرے حروف کی طرح لائن میں لکھا جاتا ہے۔

مثالیں: وَجِیءَ يَشَآءُ سُوءَ

اگر ہمزہ متحرک ہے، اور اس سے پہلے والا حرف بھی متحرک ہے، تو ہمزہ کے نیچے لکھا جانے والا حرف، ہمزہ سے پہلے والے حرف کی مناسبت سے ہوتا ہے۔

مثالیں: ﴿بَدَأَ﴾[4] ﴿قُرِئَ﴾[5] ﴿لُؤْلُؤٌ﴾[5]

وضاحت: یہ بات بالکل واضح رہے کہ پڑھتے وقت صرف اس بات کا دھیان رکھا جاتا ہے کہ آیا ہمزہ ساکن ہے یا متحرک۔ اسے، اس کی حرکت کے مطابق پڑھا جاتا ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ کس حرف کے اوپر لکھا جاتا ہے۔ یہ محض رسم الخط ہے اور یہ حروف ہمزہ کے لئے صرف ایک کرسی کا کام دیتے ہیں۔

---

[1] سورة الاسراء آية ٩٣، [2] سورة المائدة آية ٦، [3] سورة الأعلى آية ٦، [4] سورة العنكبوت آية ٢٠،

[5] سورة الطور آية ٢٤

ہمزۃ الوصل اور ہمزۃ القطع کے درمیان ایک موازنہ

ہمزۃ الوصل	ہمزۃ القطع
1- ہمیشہ لفظ کے شروع میں پایا جاتا ہے۔	1- یہ لفظ کی ابتداء، وسط اور آخر میں ہوسکتا ہے۔
2- کبھی ساکن نہیں ہوتا۔	2- اس کی موجودگی ہر حال میں برقرار رہتی ہے۔
3- صرف لفظ کو شروع کرتے وقت استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے لفظ سے ملا کر پڑھنے کی صورت میں اسکا استعمال ختم ہو جاتا ہے۔	3- لفظ کے درمیان اور آخر میں، یہ ساکن حالت میں بھی ہوتا ہے اور تینوں حرکات میں سے کسی ایک حرکت کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔
4- الف کی طرح لکھا جاتا ہے، اور اس کے اوپر چھوٹا سا صاد (ص) لکھا ہوتا ہے۔ جو کہ لفظ وصل سے ماخوذ ہے۔	4- یہ حرف عین کے سر کی طرح لکھا جاتا ہے (ء)۔
5- یہ سوال کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔	5- سوالیہ انداز میں بھی آتا ہے۔
6- یہ کبھی فعل مضارع اور فعل الرباعی (چار حرفی فعل) میں نہیں آتا۔	6- فعل المضارع اور رباعی میں بھی آتا ہے۔

همزة الوصل في الأفعال : ہمزہ الوصل افعال میں

ہمزۃ الوصل درج ذیل افعال میں پایا جاتا ہے۔

الفعل الماضى الخماسى: فعل ماضی خماسی (پانچ حرفی)

مثالیں: ﴿فَمَنِ ٱعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَٱعْتَدُواْ عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا ٱعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ﴾[1]

﴿ٱقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ﴾[2]

﴿إِنَّ ٱللَّهَ ٱشْتَرَىٰ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَٰلَهُم بِأَنَّ لَهُمُ ٱلْجَنَّةَ﴾[3]

الفعل الماضى السداسي: فعل ماضی سداسی (چھ حرفی)

مثالیں: ﴿وَإِذِ ٱسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ﴾[4]

﴿إِلَّآ إِبْلِيسَ ٱسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ﴾[5]

﴿حَتَّىٰٓ إِذَآ أَتَيَآ أَهْلَ قَرْيَةٍ ٱسْتَطْعَمَآ أَهْلَهَا﴾[6]

﴿وَإِنِ ٱسْتَنصَرُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ فَعَلَيْكُمُ ٱلنَّصْرُ﴾[7]

الأمر من الفعل الثلاثي: تین حرفی مادہ سے فعل امر

مثالیں: ﴿فَقُلْنَا ٱضْرِب بِّعَصَاكَ ٱلْحَجَرَ﴾[8]

﴿وَقَالَتِ ٱخْرُجْ عَلَيْهِنَّ﴾[9]

﴿ٱنظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ ٱلْأَيَٰتِ﴾[10]

﴿ٱتْلُ مَآ أُوحِىَ إِلَيْكَ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ﴾[11]

﴿ٱدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِٱلْحِكْمَةِ وَٱلْمَوْعِظَةِ ٱلْحَسَنَةِ﴾[12]

﴿ٱذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُۥ طَغَىٰ ٢٤﴾[13]

---

[1] سورة البقرة آية ١٩٤، [2] سورة الأنبياء آية ١، [3] سورة التوبة آية ١١١، [4] سورة البقرة آية ٦٠،
[5] سورة ص آية ٧٤، [6] سورة الكهف آية ٧٧، [7] سورة الأنفال آية ٧٢، [8] سورة البقرة آية ٦٠،
[9] سورة يوسف آية ٣١، [10] سورة المائدة ٧٥، [11] سورة العنكبوت آية ٤٥، [12] سورة النحل آية ١٢٥،
[13] سورة طه آية ٢٤

الأمر من الفعل الخماسی: فعل امر، فعل خماسی سے

مثالیں: ﴿ٱنتَهُواْ خَيۡرٗا لَّكُمۡۚ﴾[1]

﴿ٱنطَلِقُوٓاْ إِلَىٰ مَا كُنتُم بِهِۦ تُكَذِّبُونَ ٢٩﴾[2]

﴿قُلِ ٱنتَظِرُوٓاْ إِنَّا مُنتَظِرُونَ ١٥٨﴾[3]

الأمر من الفعل السداسی: فعل امر، فعل سداسی سے

﴿ٱسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ أَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ﴾[4]

﴿قَالَتۡ إِحۡدَىٰهُمَا يَٰٓأَبَتِ ٱسۡتَـٔۡجِرۡهُۖ﴾[5]

﴿قُلِ ٱسۡتَهۡزِءُوٓاْ إِنَّ ٱللَّهَ مُخۡرِجٞ مَّا تَحۡذَرُونَ ٦٤﴾[6]

گذشتہ حوالہ سے یہ بات واضح ہے کہ درج ذیل افعال میں ہمزۃ الوصل نہیں ہوتا۔

الْفِعل الْمُضَارِع مُطْلقًا	کسی فعل مضارع میں
الْفِعْل الرُّبَاعِی مُطْلَقًا	کسی چار حرفی فعل میں
فِعل الْمَاضِی الثُّلاثِی	تین حرفی فعل ماضی میں

نیچے دیا گیا چارٹ واضح کرتا ہے کہ ہمزۃ الوصل کن افعال سماعی میں ہوسکتا ہے۔

الفعل	ثلاثی تین حرفی	رباعی چار حرفی	خماسی پانچ حرفی	سداسی چھ حرفی
ماضی	×	×	✓	✓
مضارع	×	×	×	×
أمر	✓	×	✓	✓

[1] سورة النساء آية ١٧١، [2] سورة المرسلات آية ٢٩، [3] سورة الأنعام آية ١٥٨، [4] سورة التوبة آية ٨٠،

[5] سورة القصص آية ٢٦، [6] سورة الكهف آية ٦٤

حَرَكَةُ الْبَدْءِ بِهَمْزَةِ الْوَصْلِ فِي الأفْعَالِ الْمَقْسِيَّةِ فِيهَا

همزۃ الوصل سے شروع کرتے وقت، افعال قیاسی میں همزۃ الوصل کی حرکت۔

افعال میں ہمزۃ الوصل سے ابتداء کے لئے ، اسے، دی جانے والی حرکت کا انحصار، اس، فعل کے تیسرے حرف پر ہوتا ہے۔

نوٹ: خیال رہے کہ حروف گنتے ہوئے ہمزۃ الوصل کو ایک حرف قیاس کیا جاتا ہے۔ شدّہ والا حرف، دو حروف کے طور پر گنا جاتا ہے۔ افعال میں ہمزۃ الوصل سے شروع کرنے کے لئے دو (۲) ممکنہ حرکات ہیں:

1- الضم

2- الكسر

1- تُضَم هَمْزَةُ الوَصْلِ حَالَ الابْتِدَاءِ بِهَا إِذَا كَانَ ثَالِثُ الْفِعْلِ مَضْمُومًا ضَمًّا لازِمًا

ہمزۃ الوصل کے ساتھ ابتداء کرتے ہوئے، اسے ضمہ کی حرکت اسوقت دی جاتی ہے، جب فعل کے تیسرے حرف پر ضمہ لازم ہو (یعنی یہ ضمہ عارضی طور پر حاصل نہیں کیا گیا بلکہ اس فعل کا اصلی حصہ ہے)۔

افعال ماضی میں اس کی مثالیں درج ذیل آیات میں موجود ہیں:

﴿وَٱلۡأَحۡبَارُ بِمَا ٱسۡتُحۡفِظُواْ مِن كِتَٰبِ ٱللَّهِ﴾[1]

﴿وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ ٱجۡتُثَّتۡ مِن فَوۡقِ ٱلۡأَرۡضِ﴾[2]

﴿هُنَالِكَ ٱبۡتُلِيَ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ﴾[3]

فعل امر کی مثالیں:

﴿ٱنظُرۡ كَيۡفَ لَكَ ٱلۡأَمۡثَالَ (١٥٨)﴾[4]

﴿وَلَوۡ أَنَّا كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ أَنِ ٱقۡتُلُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ أَوِ ٱخۡرُجُواْ مِن دِيَٰرِكُم﴾[5]

---

[1] سورة المائدة آية ٤٤، [2] سورة ابراهيم آية ٢٦، [3] سورة الأحزاب آية ١١، [4] سورة الاسراء آية ٤٨،

[5] سورة النساء آية ٦٦

2- تُكْسَر هَمْزَةُ الوَصْلِ حَالَ الابْتِدَاءِ فِي الأَحْوَال الآتية:

درج ذیل حالات میں ہمزۃ الوصل کسرہ سے شروع ہوتا ہے۔

ا) إِذَا كَانَ ثَالِثُ الْفِعْل مَكْسُورًا كَسْرًا أَصْلِيًّا

جب فعل کے تیسرے حرف پر اصلی کسرہ ہو۔ نیچے دی گئی آیات میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

﴿ٱصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ﴾[1]

﴿رَبَّنَا ٱكْشِفْ عَنَّا ٱلْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾﴾[2]

﴿وَٱلَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا ٱصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ﴾[3]

ب) إِذَا كَانَ ثَالِثُ الْفِعْلِ مَفْتُوحًا

جب فعل کے تیسرے حرف پر فتحہ ہو۔ ذیل میں دی گئی آیات میں اس کی مثالیں ملاحظہ کریں۔

﴿إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ﴾[4]

﴿ٱذْهَبُوا۟ بِقَمِيصِى هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِى﴾[5]

﴿سَيَقُولُ ٱلْمُخَلَّفُونَ إِذَا ٱنطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ﴾[6]

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱسْتَجِيبُوا۟ لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ﴾[7]

﴿ٱعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ﴾[8]

---

[1] سورة ص آية ١٧، [2] سورة الدخان آية ١٢، [3] سورة الفرقان آية ٦٥، [4] سورة الجن آية ٢٧،

[5] سورة يوسف آية ٩٣، [6] سورة الفتح آية ١٥، [7] سورة الانفال آية ٢٤، [8] سورة المائدة آية ٩٨

ج) إِذَا كَانَ ثَالِثُ الْفِعْل مَضْمُومًا ضَمًّا عَارِضًا

جب فعل کے تیسرے حرف پر مشروط یا عارضی ضمہ ہو۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اگلی چھ آیات جو نیچے دی جا رہی ہیں ان میں ضمہ وقتی یا عارضی ہے۔

قرآن میں صرف پانچ افعال ہیں جن کے تیسرے حرف پر ضمہ عارضی ہے۔ لیکن اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ ان افعال میں سے چند ایسے ہیں جو قرآن میں اسی فعل کی مختلف اشکال میں آتے ہیں۔ پچھلے بیان کے مطابق، جب ان چھ افعال میں سے کسی ایک کو شروع کرنا ہو تو کسرہ سے شروع کیا جاتا ہے ضمہ سے نہیں۔

﴿ثُمَّ ٱقۡضُوٓاْ إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ ٧١﴾[1]

﴿فَقَالُواْ ٱبۡنُواْ لَهُۥ بُنۡيَٰنٗا﴾[2]

﴿وَٱمۡضُواْ حَيۡثُ تُؤۡمَرُونَ ٦٥﴾[3]

﴿وَٱنطَلَقَ ٱلۡمَلَأُ مِنۡهُمۡ أَنِ ٱمۡشُواْ وَٱصۡبِرُواْ عَلَىٰٓ ءَالِهَتِكُمۡ﴾[4]

﴿فَأَجۡمِعُواْ كَيۡدَكُمۡ ثُمَّ ٱئۡتُواْ صَفّٗا﴾[5]

﴿ٱئۡتُونِي بِكِتَٰبٖ مِّن قَبۡلِ هَٰذَآ﴾[6]

جب ابتداء، لفظ ٱئۡتُواْ سے کی جاتی ہے تو مد بدل (اسکا بیان حصہ اول میں موجود ہے۔) کا قاعدہ عمل میں لاتے ہوئے اسے آيۡتُوا پڑھا جاتا ہے۔ (دو حرکات کے ساتھ)

ایک اور بات جس سے آگاہی ابھی باقی ہے کہ اگر واو العطف (جڑا ہوا 'واؤ' جس کا مطلب ہے "اور") ایسے فعل سے پہلے آئے جو ہمزۃ الوصل کے ساتھ شروع ہوتا ہے، اور ہم ابتدا اس فعل سے کر رہے ہیں تو لازم ہے کہ ہم واو کے ساتھ شروع کریں کیونکہ اس واو کا اس فعل کے ساتھ ایک مضبوط تعلق ہے، اس لئے ہم واو کو فتحہ کے ساتھ پڑھتے ہوئے فعل سے ملا کر پڑھتے ہیں۔ اسی طرح فاء عطف بھی فعل سے الگ نہیں ہوتا بلکہ اسے بھی فعل کے ساتھ ملا کر ہی پڑھا جاتا ہے۔ گویا واو اور فاء کا اس فعل سے گہرا تعلق ہونے کی بنا پر اس لفظ کی ابتدا انہی سے کی جاتی ہے اور اس صورت میں ہمزۃ الوصل کا قاعدہ نہیں اپنایا جاتا۔ مثالیں درج ذیل ہیں ﴿وَٱتَّقُواْ﴾[7] اور ﴿فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُخۡزُونِ﴾[8]

---

[1] سورة يونس آية ٧١، [2] سورة الكهف آية ٢١، [3] سورة الحجر آية ٦٥، [4] سورة ص آية ٦،

[5] سورة طه آية ٦٤، [6] سورة الأحقاف آية ٤، [7] سورة البقرة آية ٤٨، [8] سورة البقرة آية ٢٤

همزة الوصل في الاسماء   همزۃ الوصل اسماء میں

ہمزۃ الوصل اسم سماعی یا اسم قیاسی میں ہوسکتا ہے۔

قیاسی: قیاس سے ہے یعنی جنہیں کسی ظاہری علامت سے قیاس کیا جاسکتا ہے۔

سماعی: سماعت سے ہے (سنا ہوا)۔یعنی وہ لفظ جو کسی قاعدے کے مطابق نہ بنا ہو بلکہ اہل زبان کو اسی طرح بولتے سنا گیا ہو۔

تَكُونُ هَمْزَةُ الْوَصْلِ فِي الأَسْمَاءِ مَكْسُورَةً دَائِمًا   ہمزۃ الوصل اسماء میں ہمیشہ کسرہ سے شروع ہوتا ہے۔

هَمْزَةُ الْوَصْلِ الْقِيَاسِيَّةِ فِي الأَسْمَاء   ہمزۃ الوصل قیاسی اسماء میں

مصدر الفعل الماضي الخماسي   مصدر جو فعل ماضی خماسی سے اخذ کیا گیا ہے۔

مصدر وہ اسم ہے، جس سے، کسی کام کے ہونے کے عمل کو بیان کیا جائے۔ مصدر، میں کوئی زمانہ نہیں پایا جاتا۔

یہ مصادر (مصدر کی جمع) جو ہمزۃ الوصل سے شروع ہوتے ہیں وہ یا تو فعل ماضی خماسی سے اخذ کئے گئے ہوتے ہیں جو 'افتعل' کے وزن پر ہوتا ہے۔ یا پھر فعل ماضی سداسی سے اخذ کئے گئے ہوتے ہیں جو 'استفعل' کے وزن پر ہوتا ہے۔ جب یہ افعال اسم کی شکل میں ہوتے ہیں، تو تیسرے حرف پر کسرۃ ہوتا ہے اور آخری حرف سے پہلے ایک الف کا اضافہ ہوتا ہے۔ اور یوں فعل، افتعل اسم کی شکل میں افتعال بن جاتا ہے۔ اور اسی طرح فعل، استفعل اسم کی شکل میں استفعال بن جاتا ہے۔

ہمزۃ الوصل سے شروع ہونے والے اسماء (مصادر)

جو فعل ماضی خماسی سے اخذ کئے گئے ہیں۔ ان کی مثالیں درج ذیل آیات میں موجود ہیں:

﴿وَحَرَّمُوا۟ مَا رَزَقَهُمُ ٱللَّهُ ٱفْتِرَآءً عَلَى ٱللَّهِ﴾[1]

﴿وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَشْرِى نَفْسَهُ ٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِ ٱللَّهِ﴾[2]

﴿إِنَّ فِى ٱخْتِلَٰفِ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ﴾[3]

﴿وَٱللَّهُ عَزِيزٌ ذُو ٱنتِقَامٍ﴾[4]

---

[1] سورة الأنعام آية ١٤٠، [2] سورة البقرة آية ٢٠٧، [3] سورة يونس آية ٦، [4] سورة المائدة آية ٩٥

مصدر الفعل الماضی السداسی مصدر جوفعل ماضی سداسی سے اخذ کیا گیا ہے

درج ذیل آیات میں ان مصادر کی مثالیں موجود ہیں جو فعل ماضی سداسی سے اخذ کئے گئے ہیں۔ یہ فعل نہیں، بلکہ فعل سے اخذ کئے گئے ہیں۔ یہ اسماء ہیں۔ (مصدر بھی اسم ہی ہوتا ہے) اس لئے ہمزۃ الوصل کسرۃ سے شروع ہوتا ہے۔

﴿وَمَا كَانَ ٱسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ﴾[1]

﴿وَلَوْ يُعَجِّلُ ٱللَّهُ لِلنَّاسِ ٱلشَّرَّ ٱسْتِعْجَالَهُم بِٱلْخَيْرِ﴾[2]

﴿وَأَصَرُّواْ وَٱسْتَكْبَرُواْ ٱسْتِكْبَارًا﴾[3]

هَمْزَةُ الْوَصْل السَّمَاعِيَّة فِي الأَسْمَاء ہمزۃ الوصل سماعی اسماء میں

عربی زبان میں ہمزۃ الوصل سماعی، دس مخصوص اسماء میں پایا جاتا ہے، جن میں سے صرف سات، قرآن مجید میں موجود ہیں۔ بقیہ تین اسماء جو ہمزۃ الوصل سے تو شروع ہوتے ہیں لیکن قرآن میں موجود نہیں ہیں وہ یہ ہیں : ٱست، ٱبنم، ٱیم

قرآن کریم میں پائے جانے والے سات اسماء جو ہمزۃ الوصل سے شروع ہوتے ہیں درج ذیل ہیں۔

ٱبن، ٱبنت، ٱمرؤ، ٱمرأت، ٱسم، ٱثنين، ٱثنتين

ٱبن کی مثالیں:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ٱسْمُهُ ٱلْمَسِيحُ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ﴾[4]

﴿فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ٱبْنِى مِنْ أَهْلِى﴾[5]

---

[1] سورة التوبة آية ١١٤، [2] سورة يونس آية ١١، [3] سورة نوح آية ٧، [4] سورة آل عمران آية ٤٥،

[5] سورة هود آية ٤٥، [6] سورة الأحقاف آية ٤، [7] سورة البقرة آية ٤٨، [8] سورة البقرة آية ٢٤

ٱبنت کی مثالیں: قرآن میں اس کی مثالیں واحد اور مثنی (دو کیلئے)۔

﴿وَمَرۡيَمَ ٱبۡنَتَ عِمۡرَانَ ٱلَّتِىٓ أَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا﴾[1]

﴿قَالَ إِنِّىٓ أُرِيدُ أَنۡ أُنكِحَكَ إِحۡدَى ٱبۡنَتَىَّ هَـٰتَيۡنِ﴾[2]

ٱمرؤ کی مثالیں: گرامر کے تین مختلف قاعدوں میں (رفع، نصب اور جر)

﴿إِنِ ٱمۡرُؤٌاْ هَلَكَ لَيۡسَ لَهُۥ وَلَدٌ﴾[3]

﴿يَـٰٓأُخۡتَ هَـٰرُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ ٱمۡرَأَ سَوۡءٍ﴾[4]

﴿لِكُلِّ ٱمۡرِيٍٕ مِّنۡهُمۡ يَوۡمَٮِٕذٍ شَأۡنٌ يُغۡنِيهِ ۝٣٧﴾[5]

ٱمرأة کی مثالیں:

یہ تاءِ مفتوحہ (کھلی ت) کے ساتھ لکھا ہوا ملتا ہے جیسے ٱمرأت اور تاء المربوطہ کے ساتھ بھی جیسے امرأة۔

ٱمرأت واحد ہے اور اسکا مثنی ٱمرأتین ہے۔ قرآن میں دونوں الفاظ موجود ہیں اور دونوں ہمزة الوصل سے شروع ہوتے ہیں۔

﴿ضَرَبَ ٱللَّهُ مَثَلاً لِّلَّذِينَ كَفَرُواْ ٱمۡرَأَتَ نُوحٍ وَٱمۡرَأَتَ لُوطٍ﴾[6]

﴿وَإِنِ ٱمۡرَأَةٌ خَافَتۡ مِنۢ بَعۡلِهَا نُشُوزًا﴾[7]

﴿وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ ٱمۡرَأَتَيۡنِ تَذُودَانِ﴾[8]

ٱسم کی مثال:

﴿وَمُبَشِّرَۢا بِرَسُولٍ يَأۡتِى مِنۢ بَعۡدِى ٱسۡمُهُۥٓ أَحۡمَدُ﴾[9]

---

[1] سورة التحريم آية ١٢، [2] سورة القصص آية ٢٧، [3] سورة النساء آية ١٧٦، [4] سورة مريم آية ٢٨،
[5] سورة عبس آية ٣٧، [6] سورة التحريم آية ١٠، [7] سورة النساء آية ١٢٨، [8] سورة القصص آية ٢٣،
[9] سورة الصف آية ٦

اثْنين کی مثالیں: یہ الف کے اضافہ کے ساتھ اور نون یا نون کے بغیر (اثنان، اثناعشر) حرف یاء کے ساتھ یا بغیر نون کے پایا جاتا ہے۔

﴿إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ حِينَ ٱلْوَصِيَّةِ ٱثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ﴾[1]

﴿إِذْ أَخْرَجَهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ثَانِىَ ٱثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِى ٱلْغَارِ﴾[2]

﴿إِنَّ عِدَّةَ ٱلشُّهُورِ عِندَ ٱللَّهِ ٱثْنَا عَشَرَ شَهْرًا﴾[3]

﴿وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ ٱثْنَىْ عَشَرَ نَقِيبًا﴾[4]

اثْنتين کی مثالیں: یہ بھی اثْنین کی طرح الف کے ساتھ اور نون یا نون کے بغیر یا حرف یاء کے ساتھ یا بغیر نون کے پایا جاتا ہے۔

﴿فَٱنفَجَرَتْ مِنْهُ ٱثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا﴾[5]

﴿وَقَطَّعْنَـٰهُمُ ٱثْنَتَىْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا﴾[6]

﴿فَإِن كَانَتَا ٱثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا ٱلثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ﴾[7]

نوٹ: سورۃ الحجرات میں موجود لفظ 'الاسم' دو مختلف طریقوں سے شروع کیا جا سکتا ہے۔

﴿بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَـٰنِ﴾[8]

1- یہ همزة الوصل المفتوحة (فتحہ کے ساتھ) سے شروع کر سکتے ہیں، اسکے بعد لام کسرۃ کے ساتھ ہے۔ "اَلِسْم"

2- یہ الام مکسورۃ (کسرۃ کے ساتھ) سے شروع کر سکتے ہیں، بغیر ھمزۃ الوصل کے جو اس لام سے پہلے ہے۔ "لِسْم"

یہ دونوں طریقے صحیح ہیں۔

---

[1] سورة المائدة آية ١٠٦، [2] سورة التوبة آية ٤٠، [3] سورة التوبة آية ٦، [4] سورة المائدة آية ١٢،

[5] سورة البقرة آية ٦٠، [6] سورة الأعراف آية ١٦٠، [7] سورة النساء آية ١٧٦، [8] سورة الحجرات آية ١١

[9] سورة الصف آية ٦

همزة الوصل في الحروف   ہمزۃ الوصل حروف میں

تُدْخِل هَمْزَةُ الْوَصْلِ عَلَى حَرْفِ اللَّامِ مِن "ال" التَّعْرِيف وَتَكُونُ مَفْتُوحَةً دَائِمًا

ہمزۃ الوصل لام التعریف 'الْ' سے پہلے آتا ہے اور یہ (ہمزۃ الوصل) ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔یعنی ہمیشہ فتحہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔اس کی مثالیں درج ذیل الفاظ میں موجود ہیں۔

﴿ٱلرَّحْمَٰنِ﴾١ ﴿ٱلْإِنسَٰنُ﴾٢ ﴿ٱلْقُرْءَانَ﴾٣

یاد رہے کہ لام التعریف کسی عام اسم کو خاص کرنے کے لئے لگایا جاتا ہے۔جب اس 'الْ' سے پہلے لام الجر یا کسرۃ کے ساتھ لام آتا ہے تو پھر اسکا ہمزۃ الوصل لکھنے اور بولنے دونوں صورتوں میں غائب ہو جاتا ہے۔درج ذیل آیات اس کی مزید وضاحت میں مدد کرتی ہیں۔

مثالیں: ﴿إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا﴾٤
﴿إِن كُنتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُونَ﴾٥

وہ اسم جو 'الْ' سے شروع ہوتے ہیں ان سے پہلے اگر کوئی دوسرے حروف الجر آتے ہیں یعنی لام الجر کے علاوہ تو ایسی صورت میں ہمزۃ الوصل اس لفظ میں لکھا ہوا نظر آتا ہے لیکن اسے پڑھا نہیں جاتا۔

مثالیں: ﴿ٱلْمُنَٰفِقُونَ وَٱلْمُنَٰفِقَٰتُ بَعْضُهُم مِّنۢ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِٱلْمُنكَرِ﴾٦

---

١ سورة الفاتحة آية ١، ٢ سورة النساء آية ٢٨، ٣ سورة النساء آية ٨٢، ٤ سورة النبأ آية ٣١،
٥ سورة يوسف آية ٤٣، ٦ سورة التوبة آية ٦٧

ہمزۃ الوصل سے لفظ کی ابتدا کے لئے حرکات کا ایک مختصر خاکہ

حركة البدء بهمزة الوصل ہمزۃ الوصل سے شروع کرنے کے لئے حرکت

الضم	الكسر		الفتح
مع الأفعال فقط صرف افعال کے ساتھ	**مع الأفعال** افعال کے ساتھ	**مع الأسماء** اسماء کے ساتھ	**مع الحروف فقط** صرف حروف کے ساتھ

الضم:

إذا كان ثالث الفعل
مضموما ضمًا أصليًا
اگر فعل کے تیسرے
حرف پر اصلی ضمہ ہو۔

الكسر:

إذا كان ثالث الفعل مفتوحًا
اگر فعل کا تیسرا حرف پر فتحہ ہو۔
إذا كان ثالث الفعل مكسورًا
اگر فعل کے تیسرے حرف پر کسرۃ ہو۔
إذا كان ثالث الفعل مضمومًا ضمًا عارضًا
اگر فعل کے تیسرے حرف پر عارضی ضمہ ہو۔

الفتح:

مع 'ال' التعريف
'ال' التعریف کے ساتھ

اجتماع همزتي القطع والوصل معًا في كلمة واحدة

همزۃ القطع اور همزۃ الوصل، دونوں کا ایک ساتھ، ایک لفظ میں جمع ہونا۔

ایسا دو طریقوں سے ممکن ہے۔ پہلا جب همزۃ الوصل ، همزۃ القطع سے پہلے آتا ہے جیسے: اؤْتُمِنَ

اور دوسرا جب همزۃ القطع، استفهام یعنی سوال کے لئے ہوتا ہے اور وہ همزۃ الوصل سے پہلے آتا ہے۔ جیسے: أَتَّخَذْتُمْ

اوپر بیان کی گئی دونوں صورتوں کی مزید تفصیل درج ذیل ہے۔ یہ مثال صرف افعال میں پائی جاتی ہے۔

1- تَقَدُّمُ هَمْزَةُ الوَصْلِ عَلَى هَمْزَةِ الْقَطْعِ السَّاكِنَة همزۃ الوصل، ساکن همزۃ القطع سے پہلے

عِندَ الْبَدْءِ تُبْدَل هَمْزَةِ الْقَطْعِ حَرْف مدّ مُجانس لِحَرَكَةِ هَمْزَة الْوَصْل

یہ صورت صرف چند افعال میں پائی جاتی ہے۔ اور ان کی مثال نیچے دی گئی آیات میں دیکھی جا سکتی ہے

﴿فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ ٱلَّذِى ٱؤْتُمِنَ أَمَٰنَتَهُۥ﴾[1]

﴿وَقَالُواْ يَٰصَٰلِحُ ٱئْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ﴾[2]

﴿وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ٱئْذَن لِّى وَلَا تَفْتِنِّىٓ﴾[3]

﴿فَأَجْمِعُواْ كَيْدَكُمْ ثُمَّ ٱئْتُواْ صَفًّا﴾[4]

﴿ٱئْتُونِى بِكِتَٰبٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَآ﴾[5]

ان الفاظ کو شروع کرتے ہوئے، همزۃ القطع (جو کہ ساکن ہے) همزۃ الوصل کی حرکت کے مطابق حرف مد میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

---

1 سورة البقرة آية ٢٨٣، 2 سورة الأعراف آية ٧٧، 3 سورة التوبة آية ٤٩، 4 سورة طه آية ٦٤،

5 سورة الأحقاف آية ٤

ہمزۃ الوصل پر حرکت چونکہ فعل کے تیسرے حرف کے مطابق ہوتی ہے اس لئے لفظ ﴿اؤْتُمِنَ﴾ کو ہم ضمہ سے شروع کرتے ہیں کیونکہ اس کے تیسرے حرف پر ضمہ اصلی ہے اس لئے ہمزۃ القطع اس حرکت کے مطابق واو مدیہ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اسے ''اُوتُمِنَ'' پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح لفظ ﴿ائْتِنَا﴾ ہم کسرۃ سے شروع کرتے ہیں اور اس میں ہمزۃ القطع، ہمزۃ الوصل کی حرکت کسرۃ کی وجہ سے یاء مدیہ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور ہم اسے ''اِیتِنَا'' پڑھتے ہیں۔ لفظ ﴿ائْتُوا﴾ میں تیسرے حرف پر ضمہ عارضی ہے۔ اور جب کسی فعل کے تیسرے حرف پر عارضی ضمہ ہو تو ہمزۃ الوصل کسرۃ سے شروع کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہاں بھی ہمزۃ القطع یا مدیہ میں تبدیل ہو کر ''اِیتُوا'' پڑھا جاتا ہے۔

اس بات کا خیال رہے کہ یہ تبدیلی صرف ان الفاظ کو ہمزۃ الوصل سے شروع کرتے وقت ہوتی ہے۔ پچھلے لفظ کے ساتھ ملا کر پڑھنے کی صورت میں ہمزۃ الوصل کا استعمال ختم ہو جاتا ہے اور ہمزۃ القطع اپنی اصلی حالت میں برقرار رہتا ہے۔ (یعنی ساکن حالت میں) اور یوں پچھلے حرف کو اس سے ملا کر جھٹکے کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ مزید وضاحت کے لئے اگر ہم ﴿يَقُولُ ائْذَن﴾ کی مثال لیتے ہیں۔ اس میں ہم ﴿يَقُول﴾ کا لام ضمہ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور فوراً اس کے ساتھ ہمزۃ القطع ساکن کو ملا دیتے ہیں۔ جبکہ ہمزۃ الوصل سے شروع کرتے وقت یہ لفظ ''اِیذَن'' پڑھا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمزۃ القطع ہمزۃ الوصل کی حرکت کے مطابق یا مدیہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

تَقَدُّمُ هَمْزَةُ الْقَطْعِ الَّتِي لَلاسْتِفْهَام عَلَى هَمْزَةِ الْوَصْل

ہمزۃ القطع جوکہ سوال کے لئے ہو، ہمزۃ الوصل سے پہلے آئے

ایسا اسم اور فعل دونوں میں ہوتا ہے۔اور اس کی دو حالتیں ہیں۔

الْحَالَةَ الأولى پہلی حالت

تَسقطُ هَمْزَةُ الْوَصْلِ خطًّا وَلَفْظًا وتبْقى هَمْزَةُ الْقَطْعِ لِلاستفْهَام

ہمزۃ الوصل لکھنے اور بولنے میں ساقط ہو جاتا ہے اور ہمزۃ القطع استفہامیہ (سوالیہ) برقرار رہتا ہے۔یہ حالت افعال میں پائی جاتی ہے۔ذیل میں ان مثالوں کو سرخ رنگ سے واضح کیا گیا ہے۔

﴿قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ ٱللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ ٱللَّهُ عَهْدَهُۥ﴾[1]
﴿أَطَّلَعَ ٱلْغَيْبَ أَمِ ٱتَّخَذَ عِندَ ٱلرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾﴾[2]
﴿أَفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِۦ جِنَّةٌ﴾[3]
﴿أَصْطَفَى ٱلْبَنَاتِ عَلَى ٱلْبَنِينَ ﴿١٥٣﴾﴾[4]
﴿أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ ٱلْعَالِينَ عَلَى ٱلْبَنِينَ ﴿٧٥﴾﴾[5]
﴿قُلْ أَتَّخَذْنَٰهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ ٱلْأَبْصَٰرُ ﴿٦﴾﴾[6]
﴿سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾[7]

اصل میں ان افعال کے شروع میں ہمزۃ الوصل ہے لیکن ہمزۃ القطع استفہامیہ کی وجہ سے ہمزۃ الوصل لکھنے اور بولنے دونوں میں ختم ہو گیا ہے۔

پہلی مثال میں ﴿ اتَّخَذْتُمْ ﴾ فعل ہے۔اور جب اس میں ہمزۃ القطع داخل ہوا تو اب یہ ﴿أَتَّخَذْتُمْ﴾ ہے۔جیسا کہ اس باب کے شروع میں بتایا جا چکا ہے کہ ہمزۃ القطع ہمیشہ اپنی اس حرکت کے مطابق پڑھا جاتا ہے جو اس کے ساتھ موجود ہوتی ہے۔

---

[1] سورة البقرة آية ٨٠، [2] سورة مريم آية ٧٨، [3] سورة سبأ آية ٨، [4] سورة الصافات آية ١٥٣،
[5] سورة ص آية ٧٥، [6] سورة ص آية ٦٣، [7] سورة المنافقون آية ٦

اَلْحَالَةَ الثانية دوسری حالت

جب ہمزۃ القطع ،ایک سوال کی نشاندہی کرتا ہو،اور کسی ایسے اسم کے ساتھ آئے جسکے شروع میں 'ال' یعنی لام التعریف جڑا ہو تو ایسی صورت میں ہمزۃ الوصل میں تبدیلی کی جاتی ہے تاکہ سوالیہ ہمزہ پہچانا جاسکے۔ہمزۃ الوصل پر تبدیلی کے بغیر اس بات کو طے کرنا ناممکن ہوگا کہ آیا یہاں 'ال' سے پہلے سوال تھا یا نہیں کیونکہ ہم ایسے اسماء (nouns) جنکے شروع میں 'ال' ہوتا ہے، کو فتحہ سے شروع کرتے ہیں۔اور سوالیہ ہمزۃ القطع بھی فتحہ سے شروع ہوتا ہے۔قراءت جاری رکھنے کی صورت میں یعنی الفاظ کو ایک دوسرے سے ملا کر پڑھنے کی صورت میں عموماً ہمزۃ الوصل استعمال نہیں ہوتا بلکہ یہ صرف اس وقت استعمال ہوتا ہے جب اس لفظ سے ابتدا کرنی ہو جسکے ساتھ یہ موجود ہے۔

جب یہ سوالیہ ہمزۃ القطع کسی ایسے اسم کے ساتھ موجود ہو جو 'ال' سے شروع ہوتا ہو،یعنی ایک اسم جس سے پہلے 'ال' جڑا ہوا ہے اور اس سے پہلے ہمزۃ القطع سوالیہ انداز میں موجود ہے۔تو ایسے میں،ہمزۃ الوصل ذیل میں دی گئی دو حالتوں میں سے کسی ایک میں تبدیل ہو جاتا ہے۔حفص عن عاصم من طریق الشاطبیہ کے مطابق قراءت میں یہ دونوں طریقے جائز ہیں۔

1- الف مدیہ : اسے ابدال کہا جاتا ہے۔

2- سہولت یا نرمی سے ادا ہونے والا ہمزۃ : اسے تسہیل کہا جاتا ہے۔

الابدال

عَندَمَا تدْخُلُ هَمْزَةُ الاسْتِفْهَام عَلَى الاسْم الْمُعَرَّفِ بِ "ال" تُبْدَلُ هَمْزَةُ الْوَصْلِ الَّتِي فِي "ال" التَّعْرِيفِ أَلِفًا مَدِّيًّا تُمَدُّ بِمِقْدَار ٦ حَرَكَات.

جب ہمزۃ القطع استفہامیہ ایسے اسم کے ساتھ آتا ہے جسکے ساتھ لام التعریف 'ال' ہوتا ہے تو ایسی صورت میں 'ال' التعریف میں موجود ہمزۃ الوصل الف مدیہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔جسکی مقدار چھ حرکات ہوتی ہیں۔ چھ حرکات کی مقدار الف مدیہ کے بعد آنے والے لام ساکن کی وجہ سے ہے۔یہ مد لازم ہے اور اگر اس الف مدیہ کے بعد شدّہ ہو تو مثقّل،اور اگر بغیر شدّہ کے ہو تو مخفف ہے۔

التَّسْهِيل

عَندَمَا تَدْخلُ هَمْزَةُ الاستِفْهَام عَلَى الاسْم الْمُعَرَّفِ بِ ال" تُسَهَّلُ هَمْزَةُ الْوَصْلِ بينَ الْهَمْزَةِ وَالألِف مَعَ عَدم الْمَدِّ مُطْلَقًا.

جب ہمزۃ القطع سوالیہ صورت میں ایسے اسم کے ساتھ آتا ہے جو لام التعریف 'ال' کے ساتھ ہو تو ہمزۃ الوصل تسہیل (سہولت) سے ادا ہوتا ہے جو کہ الف اور ہمزۃ کے درمیان ہوتا ہے۔ اور اس میں قطعاً کوئی مدنہیں ہوتی۔

مواقع: یہ تبدیلی (ابدال یا تسہیل) قرآن میں چھ مقامات پر تین الفاظ میں واقع ہوتی ہے، جو کہ درج ذیل ہیں

ءَآلْـَٔـٰنَ، ءَآللَّهُ، ءَآلذَّكَرَيْنِ

﴿ءَآلْـَٔـٰنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِۦ تَسْتَعْجِلُونَ ۝٥١﴾[1]

﴿ءَآلْـَٔـٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ ٱلْمُفْسِدِينَ﴾[2]

﴿قُلْ ءَآللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ﴾[3]

﴿ءَآللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ﴾[4]

﴿قُلْ ءَآلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ ٱلْأُنثَيَيْنِ﴾[5]

اوپر دی گئی چھ مختلف آیات میں موجود یہ تینوں الفاظ دو طریقے، ابدال یا تسہیل سے پڑھے جا سکتے ہیں۔

ہمزۃ الوصل کو تبدیلی کے ساتھ استعمال کرنے کی ضرورت کو واضح کرنے کے لئے اسکی وجہ دوبارہ دہرادیں کہ سوالیہ ہمزۃ کے بغیر اگر اس لفظ کو پڑھا جائے تو ہمزۃ الوصل فتحہ سے شروع ہونا چاہیے۔ کیونکہ لام التعریف سے پہلے ہمزۃ الوصل ہمیشہ فتحہ سے شروع ہوتا ہے۔ ہمزۃ القطع استفہامیہ کے اوپر فتحہ ہے لہذا ہمزۃ الوصل پر تبدیلی (ابدال یا تسہیل) کے بغیر سننے والا نہیں جان سکتا کہ یہاں سوالیہ ہمزۃ القطع تھا۔ اگر ہمزۃ الوصل پر تبدیلی نہ ہو، تو اس لفظ کی آواز ہمزۃ القطع کے ساتھ یا اس کے بغیر دونوں صورتوں میں یکساں ہوگی۔

[1] سورة يونس ٥١، [2] سورة يونس آية ٩١، [3] سورة يونس آية ٥٩، [4] سورة النمل آية ٥٩،

[5] سورة الانعام آية ١٤٣، ١٤٤

ابن الجزری ہمزۃ الوصل کی ابتدائی حرکات کے بارے میں فرماتے ہیں :

وابْدَأ بِهمْزِ الْوَصْلِ مِنْ فعْلِ بِضَمْ	إن كَانَ ثَالِثٌ مِنَ الْفِعْلِ يُضَمْ

اور فعل میں ہمزۃ الوصل کی ابتداء ضمہ سے کرو اگر فعل کے تیسرے حرف پر ضمہ ہے۔

وَاكْسِرْهُ حَالَ الْكَسْرِ وَالْفَتْحِ وَفِي	الاسْمَاءِ غَيْرَ اللَّامِ كَسْرُهَا وَفِي

اور کسرہ اور فتحہ کی صورت میں، کسرہ کے ساتھ، اور اسماء میں لام التعریف کے علاوہ کسرہ کے ساتھ اور

ابْنِ ، مَعَ ابْنَتِ ، امْرِئٍ ، وَاثْنَيْنِ	وَمْرَأَةٍ ، واسْمٍ ، مَعَ اثْنَتَيْنِ

ابن، ابنت سمیت، امری اور اثنین اور امراۃ اور اسم، اثنتین سمیت

یعنی اسماء میں (لام التعریف کے علاوہ) ہمزہ الوصل کسرہ سے شروع ہوتا ہے۔

تین حصوں پر مشتمل کتاب "أحكام تجويد القرآن" کا حصہ دوم الحمدللہ اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالی حصہ سوم کے ترجمہ اور چھپائی کا کام بھی آسان بنائے (آمین) بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حاشیہ